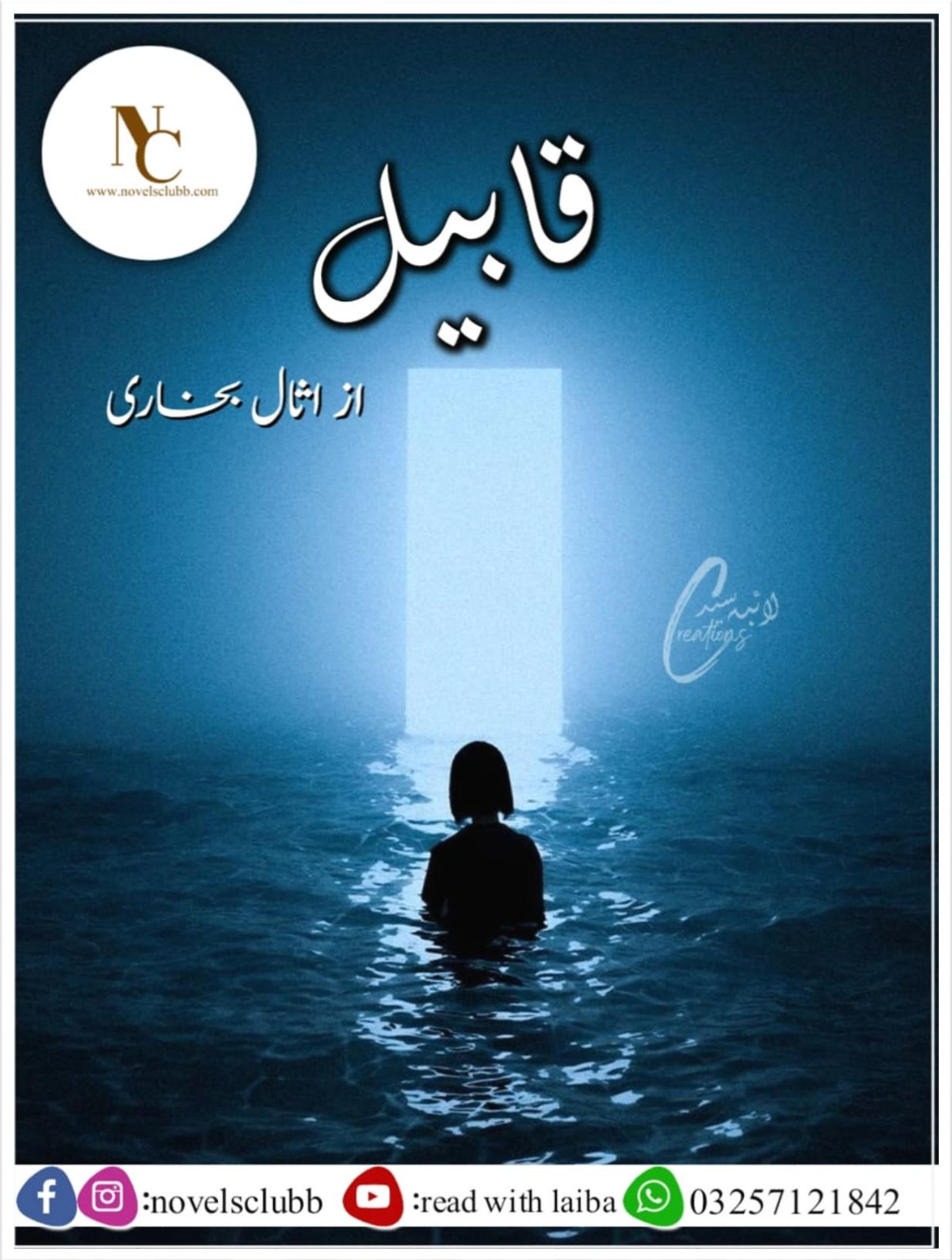
www.novelsclubb.com
قابیل
از اثال بخاری
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

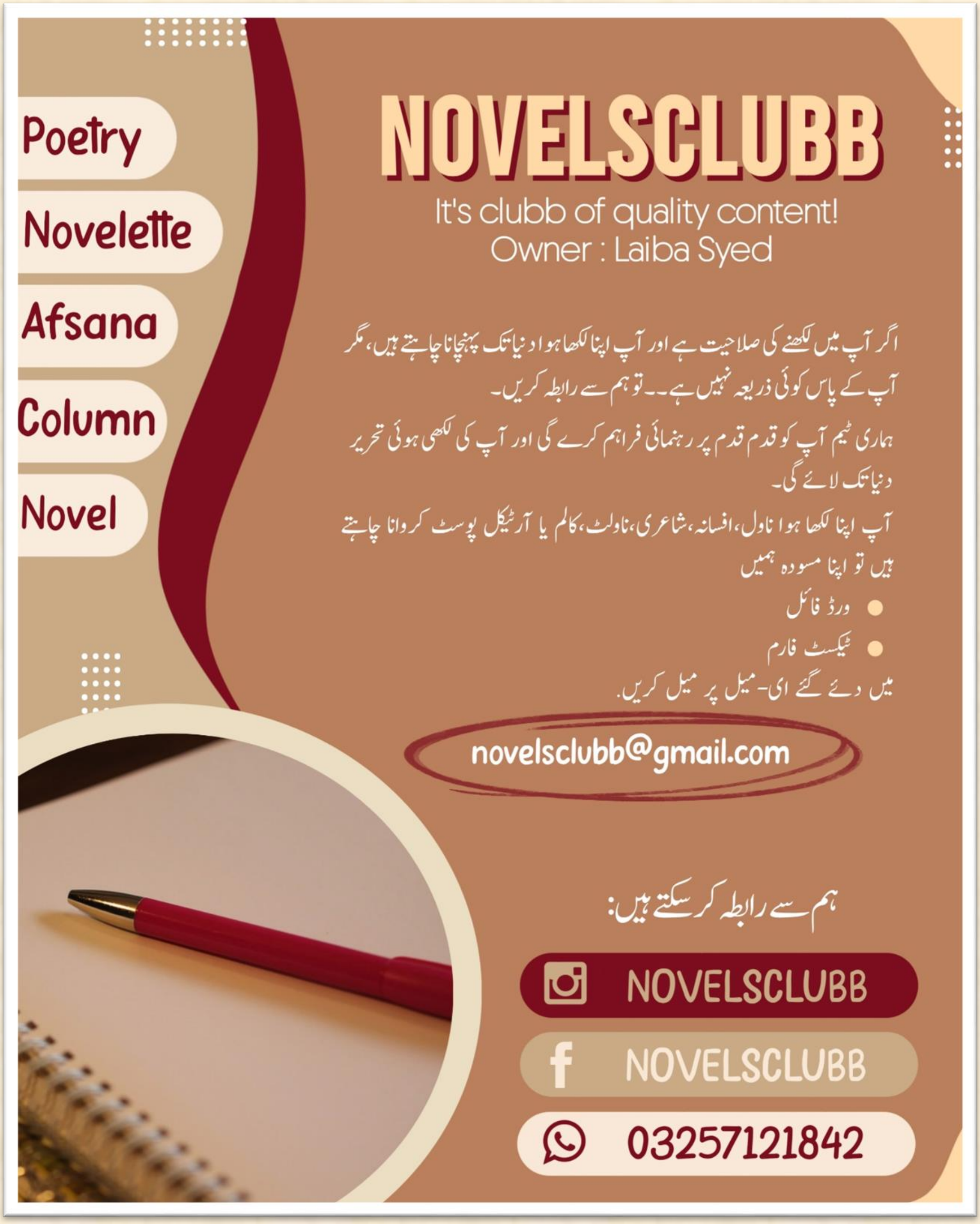
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

قابیل

از قلم

اثال بخاری

ناول "قابیل" کے تمام جملہ حق لکھاری "اثال بخاری" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جا سکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

قابیل

قسط چہارم

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

زاریہ نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے لیکن اسکی آواز گھٹ گئی۔اسے لگا کہ اسکے قدم زمین میں دھنستے جا رہے ہیں۔وہ نیچے بیٹھتی چلی گئی۔ایک دفع پھر سے سماعتیں بند ہو گئی تھیں۔

وہ دو لاشیں پھر سے اسکے سامنے آ گئیں۔بابا کی لاش،ماما کا بے جان وجود،اس نے اپنا مفلر نوچا کر اتارا اور پھر اس نے سانس لینے کی کوشش کی۔لیکن اسے سانس نہیں آیا۔کسی نے اسکی سانس کی نالی پہ پیر رکھ دیا تھا۔

"لالہ!"اسکی ایک دلخراش چیخ نکلی۔

دائم نے اپنا چہرا موڑ لیا۔اسکی حالت قابل دید نہیں تھی۔اسے متلی ہو رہی تھی۔اس نے دیوار کا سہارا لیا۔اسکا گلنان سے کوئی تعلق نہ تھا پھر بھی اسکے لیے یہ منظر کافی دلخراش تھا۔ اسنے ایک لمبا سانس لیا اور زاریہ کی طرف دیکھا۔وہ اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔

وہ ہمت کر کے آگے بڑھا۔اسکی ٹانگیں کانپ رہی تھیں۔

"زاریہ باہر چلیں۔"وہ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔"زاریہ!"اسنے اسکے کندھے تھام کر اسے کھڑا کرنے کی کوشش کی۔"باہر چلیں۔"

"ان کی آنکھیں! لالہ! ان کی آنکھیں بند کرو۔"اسکے کانپتے ہاتھ ابھی بھی آنکھوں پر ہی تھے۔اس کا سانس ابھی بھی اکھڑ رہا تھا۔

"باہر چلیں! گاڑی میں بیٹھیں۔"وہ اس سے اور کیا کہتا کہ اسکا جسم تو اب تک اکڑ چکا ہو گا۔ سمیل سے اندازہ ہو رہا تھا کہ اسے مرے ہوئے ایک دن سے زیادہ ہو گیا تھا۔

وہ زاریہ کو سہارا دیتے ہوئے گاڑی میں بیٹھا رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسکے ہاتھ ابھی تک آنکھوں پہ تھے۔دائم نے گاڑی کا دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔وہ فون پہ جلدی سے انسپکٹر فاخر کو کال کر رہا تھا۔اس سے بات کرتے ہوئے اس نے ایک نظر زاریہ کو دیکھا۔ وہ ٹھیک نہیں تھی۔اسے یہاں زیادہ دیر رکنا نہیں چاہیے تھا۔

لیکن وہ خود اسے گھر چھوڑنے نہیں جا سکتا تھا۔انسپکٹر فاخر سے بات کرنے کے بعد اس نے حمزہ کا نمبر ڈائل کر کے فون کان سے لگایا اور اپنی سیٹ کا دروازہ کھول کے کپ ہولڈر سے پانی کی بوتل نکالی اور زاریہ کی طرف آیا۔بوتل کھول کے اسکے آگے کی۔

"زاریہ۔"اس نے چہرے سے ہاتھ ہٹا کر بوتل تھام لی۔چہرا آنسوؤں سے بھیگ چکا تھا۔ کانپتے ہاتھ سے بوتل پکڑلی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

دائم نے فون کان سے ہٹایا۔حمزہ فون اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔دوبارہ فون ملایا۔زاریہ کو دیکھا تو پانی ہاتھ میں انڈیل کر منہ پہ چھینٹے مار رہی تھی۔اسنے پانی پیا تھا یا نہیں وہ اس بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگا سکا۔

حمزہ نے دوسری بار بھی فون نہیں اٹھایا۔وہ کیب کے ذریعے اسے نہیں بھیجنا چاہتا تھا۔وہ کس کو کال کرے؟مہرین کو؟اسکے پاس تو گاڑی نہیں ہے۔ایک بندہ ہے جس کے پاس گاڑی ہے

۔

اس نے فون ملا کر کان سے لگایا۔"بھائی۔"

"جلدی بولو کیا کام ہے۔"وہ یقیناً اپنے سٹڈی روم میں تھا۔

"بھائی میں ایک مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔"وہ روہانسا ہو کر بولا۔

"کیا ہوا؟"

"ادھر ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے میں لوکیشن بھیجتا ہوں۔"یہ کہہ کر اس نے فوراً فون کاٹ دیا۔

دایان کو لوکیشن بھیج کر اسنے موبائل سوئچ آف کر لیا۔

زاریہ اب سیٹ کے ساتھ سر ٹکائے پیچھے ہو کر بیٹھی تھی۔چہرا ڈھل چکا تھا اور آنکھیں خشک تھیں۔وہ سامنے دکان کے آدھ کھلے شٹر کو دیکھ رہی تھی۔گاڑی کا دروازہ ابھی بھی کھلا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دائم آگے پیچھے چکر کاٹنے لگا۔اب اندھیرا بڑھ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ سنسان جگہ مختلف نقشہ کھینچ رہی تھی۔پولیس موبائل بھی وہاں پہ کھڑی تھی۔ شٹر مکمل کھولے اندر کافی لوگ موجود تھے۔فورنزک ٹیم بھی وہاں موجود تھی۔دائم اس سے پوچھ کر گاڑی کا دروازہ بند کر گیا تھا۔وہ چپ چاپ ونڈ وسکرین سے نظر آتے مناظر کو دیکھ رہی تھی۔دماغ سن ہو گیا تھا۔

دو تین بار دائم باہر اسے دیکھنے آیا تھا۔اسنے ہاتھوں میں فورنزک گلوز پہن رکھے تھے۔ایک اور گاڑی اس کی گاڑی کے ساتھ آ کے رکی تھی۔اسنے گردن موڑ کے نہیں دیکھا۔گاڑی سے کوئی نکل کر دکان کے اندر چلا گیا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

دایان لمبے لمبے ڈگ بھرتا دکان کے اندر داخل ہوا۔اس نے دائم کی گاڑی میں بیٹھی زاریہ کو نہیں دیکھا تھا۔لیکن یہ دیکھ لیا تھا کہ گاڑی بلکل ٹھیک تھی۔اندر کا منظر دیکھ کر اسکے قدم زنجیر ہوئے۔

اندر ایک سٹریچر پر گل خان کو ڈالا جا رہا تھا۔وہ اور انسپکٹر فاخر ہاتھ میں کچھ پکڑے ڈسکس کر رہے تھے۔

"دائم!" وہ آگے بڑھا۔

"بھائی، تھینک گاڈ۔" وہ ہاتھوں میں اک کاغذ لیے مڑا۔

"یہ سب کیا ہے؟"

"گلخان کا مرڈر ہو گیا۔"

"وہ میں دیکھ چکا ہوں۔" دائم نے انسپکٹر فاخر کو اشارہ کیا اور دایان کو بازو سے پکڑ کر سائڈ پر لے کر گیا۔

"اسکی حالت بہت خراب ہے۔" دایان نے سٹریچر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ گلخان کے اوپر انہوں نے کپڑا ڈال دیا تھا۔

"یہ کام میری سوچ سے زیادہ خراب ہوتا جا رہا ہے۔ ملک صباحت نے کوئی بہت ہی عجیب قسم کا سیریل کلر ہائر کیا ہے۔ سائکوپیتھ قسم کا یہ دیکھیں یہ تصویر۔" اس نے دایان کی طرف تصویر بڑھائی۔

"یہ گل خان کی جیب سے ملی ہے۔ ایسی تصویر داؤد کی جیب سے بھی ملی تھی۔"

Clubb of Quality Content

دایان نے تصویر دیکھی۔اسکے چہری پہ کافی کٹ لگے تھے۔یقیناً تشدد ہوا تھا اس پر مرنے سے پہلے۔اور پھر گلا کاٹ دیا گیا۔آنکھیں تصویر میں کھلی تھی۔

دائم کی جیب میں ایک تہہ شدہ کاغذ موجود تھا وہ گلخان کے منہ میں ایک پلاسٹک ریپ میں ملا تھا لیکن وہ کاغذ دایان کو دکھانے کا فیصلہ ترک کر چکا تھا۔وہ ڈائریکٹ زاریہ کو ہی دے گا۔

"بھائی!"دایان کسی گہری سوچ سے باہر آیا۔

"مجھے اک ہیلپ چاہیے۔وہ زاریہ میری گاڑی میں ہیں۔"

"وہ یہاں کیا کر رہی ہے؟"دایان نے اسکی بات کاٹی۔

"لمبی بات ہے۔میرے ساتھ آئیں تھیں۔لیکن مجھے یہاں کام ہے۔گلخان کی باڈی فورنزک لیب بھینجے کے بعد مجھے یہاں بھی کام ہے تو آپ۔۔۔۔؟"اسنے اپنا سوال ادھورا چھوڑ دیا

۔

"تم میری گاڑی لے آنا۔میں تمہاری گاڑی لے جا رہا ہوں۔"دایان نے اپنی چابی اسکی طرف بڑھائی۔

دائم نے مسکرا کر اسکی چابی پکڑ کر اپنی چابی اسکی طرف بڑھائی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تھینک یو۔"

"جلدی گھر آ جانا۔"

"ڈیڈ کو مت بتایئے گا۔"

دایان نے اسے جواباً اک گھوری سے نوازا۔اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔دائم واپس مڑ گیا اسکا بہت کام باقی تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

....

وہ گاڑی کو اس نشیبی علاقے سے نکال کر مین روڈ پہ لے آیا تھا۔اک نظر ساتھ والی سیٹ کی طرف دیکھا۔وہ گاڑی میں بیٹھا تب بھی وہ اسی طرح آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔شاید اسکی آنکھ لگ گئی تھی۔دایان نے اسے نہیں اٹھایا۔

جب اسکے گھر پہنچے گا تب ہی اسے اٹھا دے گا۔ایک ٹرک زور سے ہارن بجاتا پاس سے گزرا تو وہ ہڑ بڑا کر اٹھی۔دماغ نے آج شام کے واقعات کو یکدم ریوائنڈ کیا تو اس کے سر میں ٹیس سی اٹھی۔اسنے بے اختیار آنکھیں بند کر کے کنپٹی سہلائی۔

"مجھے ہسپتال لے چلو۔"اسکا گلہ خراب سالا گا رہا تھا۔"میں لالہ کو دوبارہ دیکھنا چاہتی ہوں۔"

دایان نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے لیکن پھر خاموش ہو گیا۔اس نے گاڑی کا روٹ چینج کر دیا۔چند لمحے خاموشی سے گزرے تو دایان نے اسکی طرف دیکھا۔وہ ابھی تک کنپٹی سہلا رہی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟"سوال پوچھے جانے پر زاریہ نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔

"تم؟تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"وہ اسکی موجودگی پہ حیرانی کا اظہار کر رہی تھی۔

"میں؟اپنے بھائی کی گاڑی چلا رہا ہوں۔"اس کا انداز سادہ تھا۔

"دائم کدھر ہے؟"

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

"اسکو وہاں اس دکان میں بہت کام تھا۔ تو اس نے کہا کہ تمہیں گھر چھوڑ دوں اور تم نے کہاں کے تمہیں ہسپتال جانا ہے۔ تو میں تمہیں ہسپتال لے کر جا رہا ہوں۔"

"اسنے تمہیں کیوں کہا؟ میں خود بھی جا سکتی تھی۔" بے وقوف اس سے پوچھے بنا اسے بھیج دیا ۔

"میں جانتا ہوں کہ تم خود بھی جا سکتی تھی۔ اسنے احتیاط برتی۔"

چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔

"کیا پچھلے دو دنوں کے درمیان کچھ ہوا ہے؟"

"مطلب؟"

"ملک کی ساتھ کوئی رابطہ ہوا تھا تمہارا، کچھ ایسا جو تم نے کسی کو نہ بتایا ہو؟" اسکے ذہن میں اک خدشہ سا پنپ رہا تھا۔ زاریہ نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔

"ایسا کیوں پوچھ رہے ہو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تم بھی جانتی ہو ملک کی پوزیشن کورٹ میں فلحال کمزور ہے۔اسلیے اسنے وہ روحان کی گمشدگی والی بات ریلیز کی اور ایسے لوگ اکثر سیٹلمنٹ کی طرف جانے کی کوشش کرتے ہیں "۔

زاریہ نے چہرا موڑ لیا۔اسکے گلے میں کچھ اٹکنے لگا۔آنکھوں میں اک سیلاب اتر آیا تھا۔تو یہ تھا وہ نقصان، یہ تھا وہ غمیازہ جو اسے بھگتنا تھا۔ملک کی پیشکش ٹھکرانے کے بعد۔

دایان نے اس کی طرف جواب طلب نگاہوں سے دیکھا۔

"میں کل بابا کے آفس گئی تھی۔مجھے اسنے کہا تھا کہ امپورٹنٹ میٹینگ ہے اسلام آباد والی برانچ کے حولے سے۔وہ برانچ ،وہ چند شرائط کے بعد بابا نے مجھے روحان کے انڈر دینے کا کہا تھا۔" وہ چند لمحوں کے لیے رکی۔

دایان جانتا تھا کہ وہ شرائطِ سے کیا مراد لے رہی ہے۔

"وہ میٹینگ اٹینڈ کرنے کے بعد اسنے مجھ سے کہا کہ میں اس سے ایک ڈیل کرلوں۔"

"وہ ڈیل کیا تھی؟"

"وہ میرا اور روحان کا حصہ دگنا کر کے،اور فورین ڈیکنگ شپ میرے حوالے کر کے باقی سب خود رکھ رہا تھا۔"

"تم نے انکار کر دیا؟"

"ہاں۔"

"اسنے تمہیں دھمکی دی؟"زاریہ نے جواباً سر ہلایا۔

"تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟"اسکے منہ سے بے اختیار نکلا۔

زاریہ نے اسکی طرف دیکھا تو وہ فوراً سے بولا۔

"میں تمہارا وکیل ہوں۔یہ بات تمہیں مجھے بتانی چاہیئے تھی۔"یہ کہہ کر اس نے بریک لگائی ۔ہاسپٹل آگیا تھا۔

زاریہ نے فوراً دروازہ کھولا اور باہر نکل گئی۔

دایان چند لمحے گاڑی میں ہی بیٹھا رہا۔اسنے وضاحت کیوں پیش کی۔وہ پاگل ہے؟ تھوڑی دیر بعد وہ گاڑی سے نکلا۔اور سرد خانے کی جانب چل پڑا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سرد خانہ راہداری کے آخری سرے پہ تھا۔

کان میں پڑھنے والی آواز نے اسکے قدم روک دیے۔فیروز وہاں موجود تھا۔دایان بے اختیار دو تین قدم پیچھے کو ہٹا۔

"اس سب کا کوئی فائدہ نہیں ہے زاریہ۔" وہ اسکے سامنے کھڑی تھی۔ہونٹ بھینچے اپنے آنسو سختی سے روکے۔

"تم نے ڈیڈ کو انکار کیا۔ہر انکار کی بھاری قیمت چکانی پڑھتی ہے۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا اسے کچھ جتا رہا تھا۔

"یہاں کیوں آئے ہو؟" اسکا لہجہ لڑکھڑایا۔

"تعزیت کرنے آیا تھا لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ تم سے افسوس کرنے کا کیا فائدہ۔ہو سکتا ہے گلخان کو تم نے ہی مروایا ہو۔" اسنے کندھے اچکائے۔

زاریہ کے ابرو سکڑے۔

"کیا بکواس ہے یہ؟"

نالز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں ہو سکتا ہے کہ وہ جان گیا ہو کہ تم نے جائیداد کے لیے اپنے سگے بھائی روحان کو۔۔۔"

اسنے اپنی آواز آہستہ کی۔دایان ذرا سا آگے کو ہوا۔

"اتنا شدید زخمی کر دیا کہ کانچ کے ٹکڑے اسکے سر میں سے ہوتے ہوئے دماغ کے کچھ حصے کو ڈیمیج کر گئے اور وہ معزور ہو گیا۔"

زاریہ نے بے یقینی سے اسکی طرف دیکھا۔وہ اسکے سامنے کھڑا فاتحانہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔

راہداری میں کھڑے دایان کے ماتھے پہ شکنیں نمودار ہوئیں۔

پھر ایک زناٹے دار تھپڑ کی آواز گونجی۔

فیروز نے اپنے گال پہ ہاتھ رکھا۔مڑ کر شاکی نظروں سے اسے دیکھا جو سرخ رنگت لیے بھاری سانسیں لے رہی تھی۔

"آئندہ میرے سامنے یوں کھڑے ہو کر اسطرح کی کوئی بھی بات کی تو میں صرف تھپڑ نہیں ماروں گی یاد رکھنا!"

فیروز کا چہرہ مزید سرخ ہوا۔اس کا جبڑا بھنچ گیا۔اسنے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کیا۔

"خبردار! ہاتھ توڑ دوں گی میں تمہارا!" وہ غرائی۔

فیروز کا ہاتھ پہلو میں آ گرا۔

"کیس واپس لے لو، ورنہ میں بات پھیلادوں گا کہ تم اپنے بھائی کی ذہنی معزوری کی ذمہ دار خود ہو۔" وہ اپنے کوٹ کا بٹن بند کر کے راہداری کی جانب بڑھا۔

دایان الٹے قدموں پیچھے ہٹا اور پھر تیزی سے باہر چلا گیا۔

زاریہ سرد خانے کے باہر اکیلی کھڑی رہی۔ اسے یہاں سے ہی دروازے کے پار والی ٹھنڈک اپنی ہڈیوں میں گھستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

جس ہاتھ سے اسنے تھپڑ مارا تھا وہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ یہ بات تو صرف اسے اور لالہ کو پتہ تھی۔ فیروز کو کیسے پتہ چلی؟ اسنے اپنی کمر دیوار کے ساتھ لگائی۔ اسے سہارے کی ضرورت تھی۔

ہو سکتا ہے لالہ نے تشدد کی وجہ سے بتا دیا ہو؟ لیکن ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ لالہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ اسنے جب روحان کو دھکا دیا تو اس کمرے میں صرف اسکے ماں باپ تھے، مردہ ماں باپ۔

زاریہ نے سر اٹھایا۔ اور ایک زندہ انسان اس کمرے کے باہر تھا۔ ملک صباحت کا گارڈ نصیر احمد۔ اسنے اپنا سر تھاما۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

یہ بات سچ تھی کہ اسنے اپنے بھائی کو دھکا دیا تھا۔ اگر انہوں نے یہ بات کورٹ میں ثابت کر دی تو؟ تو وہ اقدام قتل کے جرم میں اندر ہو جائے گی۔ ملک جیت جائے گا۔

اور روحان؟ وہ اسے شاید دوبارہ کبھی نہیں دیکھ پائے گی۔

وہ رو نہیں رہی تھی۔ بس اس کی آنکھیں جل رہی تھیں۔ اسنے گردن موڑ کے سرد خانے کے دروازے کی طرف دیکھا۔ لالہ زندہ تھے تو راز دفن ہو گیا تھا۔ وہ مر گئے تو راز کفن پھاڑ کر نکل آیا۔ وہ سیدھی ہوئی اور سر جھکائے باہر کی طرف چلنے لگی۔

وہ ہسپتال کے دروازے سے باہر نکلی، سر اٹھایا۔ اسے دایان کی گاڑی نظر نہیں آئی۔ وہ چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اسنے اپنے کوٹ کی جیبیں ٹٹولیں۔ اسکا فون وہاں نہیں تھا اور نا ہی پرس تھا۔ وہ کسی کو بھی فون کر کے نہیں بلا سکتی تھی۔

اسنے ایک لمبی سانس لی۔ ٹیکسی لے گی اور گھر پہنچ کر ارشد سے کرایہ لے کر دے دے گی۔ اب یہی ہو سکتا تھا۔

اسنے اپنے کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔ پتا نہیں سردی زیادہ تھی یا اسے لگ رہی تھی۔ وہ ہسپتال کے پارکنگ ایریا سے نکل کر سڑک کی طرف جانے لگی۔

مین سڑک پہ پہنچ کر وہ سٹریٹ پول کے نیچے کھڑی ہو گئی۔

دو تین گاڑیاں اس کے سامنے سے گزریں مگر کوئی ٹیکسی نہ آئی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔" دایان نے اسے پیچھے سے پکارا تو وہ مڑی۔ اسنے اپنی لیڈر جیکٹ کی زپ اوپر چڑھاتے ہوئے ادھر ادھر دیکھا۔

"گاڑی کی طرف کیوں نہیں آئی؟ یہاں کیوں کھڑی ہو؟" وہ دو قدم مزید آگے آیا۔

"مجھے لگا کہ تم چلے گئے ہو۔" اسنے اپنی گردن واپس سڑک کی طرف موڑلی۔

"کیا؟ میں تمہیں چھوڑ کر کیوں جاتا؟ میں پاگل نہیں ہوں۔" وہ اس سے تھوڑے سے فاصلے پہ آ کے کھڑا ہوا۔ آخر وہ دیکھ کیا رہی ہے سڑک پہ؟

"اگلی پیشی کب ہے دایان؟" ایک پراڈو زن سے انکے آگے سے گزری۔

"چار دن بعد۔ کیوں پوچھ رہی ہو؟" دایان نے غور سے اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔

سٹریٹ پول کی نارنجی روشنی اسکے چہرے پہ گر رہی تھی۔ دایان نے اسکے بالوں کو دیکھا۔ نارنجی روشنی کی وجہ سے وہ براؤن سے لگ رہے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میں نہیں آوں گی۔ کیس بند کر دو، جتنی فیس بنتی ہے وہ میں ادا کر دوں گی۔"

وہ چند لمحے خاموش رہا تو زاریہ نے اپنی گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"چاہو تو پوری فیس لے لینا۔"

"میں پیسوں کے لیے تو تمہارا کیس نہیں لڑ رہا تھا۔"

"ہاں جانتی ہوں، تم اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے کیس لڑ رہے تھے۔ مگر اب تم کوئی اور راستہ نکال لو، تمہارا بھائی تمہاری مدد کر دے گا۔"

"وجہ صرف یہ بھی نہیں تھی زاریہ۔" اسکا لہجہ، اسکے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ زاریہ نے ابرو بھینچ کر اسے دیکھا۔

"پھر اور کیا وجہ تھی؟"

دایان نے اپنا چہرا سڑک کی طرف موڑ لیا۔

"تم فیروز کی باتوں کی وجہ سے ایسا کہہ رہی ہو؟"

"ہاں۔" اس نے اپنا سر جھکا دیا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

"کیا وہ سچ کہہ رہا تھا؟ کیا تم نے واقعی اپنے بھائی کو۔۔۔؟"

"ہاں میں نے اسے دھکا دیا تھا لیکن وجہ وہ نہیں ہے جو وہ بتا رہا تھا۔" زاریہ کے گلے میں درد ہوئی۔ اگر یہ بات سب کو پتہ چل گئی تو وہ کس کس کو یوں صفائی دے گی؟

"جانتا ہوں، وجہ وہ ہو بھی نہیں سکتی۔"

زاریہ تلخی سے مسکرائی۔

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟"

"بس میں جانتا ہوں۔" وہ پورا اس کی طرف گھوما۔ "تمہیں کیس واپس لینے کی ضرورت نہیں ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

زاریہ نے اسے ہاتھ اٹھا کر روکا۔

"میں اپنا فیصلہ کر چکی ہوں۔ مجھے کیس واپس لینا ہے۔ میں اپنے لیے مزید مسئلے نہیں چاہتی۔
"

"ہر مسئلے کا حل نکالا جا سکتا ہے۔ مجھ پہ بھروسا رکھو۔"

"میں حل نکالنے کی نوبت نہیں لانا چاہتی۔ مجھے نہیں چاہیے وہ بزنس امپائر، مجھے صرف اپنا بھائی چاہیے!" اسکی آواز بلند ہوئی۔

"ہم مل کر لڑیں گے۔ میں ساتھ دوں گا تمہارا ہر حال میں!" وہ اسے یقین دلانا چاہتا تھا۔

"تمہیں اپنے باپ کے قاتل سے بدلا لینا ہے تو میرے کندھے پہ بندوق رکھ کر چلانے کی کوشش مت کرو!" وہ تلخ ہوئی۔

دایان کی آنکھوں میں بے یقینی اتری۔ اسکے کندھے یک دم ڈھیلے ہوئے۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہیں استعمال کر رہا تھا؟" اسکے لہجے میں بے یقینی تھی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

زاریہ خاموشی سے اسے دیکھنی لگی۔

"تم مجھے ایسا سمجھتی ہو؟"

"تم یہ سوال کیوں پوچھ رہے ہو؟"

دایان کی ماتھے پہ سلوٹیں نمودار ہوئیں۔

"میں کیوں نہ پوچھوں یہ سوال؟"

زاریہ نے بازو سینے پہ باندھے۔" کیوں کہ یہ ایک بے تکا سوال ہے۔میں تمہیں جیسا مرضی سمجھوں تمہیں اس سے کوئی فرق کیوں پڑھے گا دایان دستگیر؟"

دایان لب بھینچے اسے دیکھنے لگا۔وہ واقعی سوچ میں ڈوب گیا۔اسے کیوں فرق پڑھ رہا تھا؟اسے پچھلے کلائنٹ نے بہت باتیں سنائیں تھی کہ وہ پیسے کھانے والی مشین ہے اور پتا نہیں کیا کیا۔لیکن تب اسے یوں برا نہیں لگا تو اب کیوں؟

دماغ کی تاروں نے ایک انوکھی دھن بجائی تو اس کے دل پہ کھینچ سی پڑھی۔

وہ سامنے منتظر نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"جواب دو؟"

"وہ۔۔میں۔۔"زاریہ نے اچھنبے سے اسکی طرف دیکھا۔وہ بولتے ہوئے یوں اٹکتا نہیں تھا۔

دایان نے ایک لمبا سانس لیا۔

"میں تمہیں فائل بھجوادوں گا واپس۔"اسکا لہجہ دھیما تھا۔

"شکریہ۔"وہ طنزاً کہتی دوسری طرف دیکھنے لگی۔

وہ چند لمحیں کھڑا رہا اور پھر واپس چل دیا۔

وہ یوں ہی کھڑی اسکے دور جاتے قدموں کی آواز سننے لگی۔اسکا دل برا ہوا۔

وہ پھر چھوڑ کے جا رہا تھا۔اوپر سے کوئی ٹیکسی بھی نہیں آ رہی تھی۔اسکی آنکھوں میں پانی چمکنے لگا تھا۔وہ اس مین سڑک پہ تن تنہا کھڑی تھی۔

اسے یہاں کھڑے نہیں رہنا چاہیے تھا۔وہ ادھر ادھر دیکھتی محتاط سی آگے چلنے لگی۔

وتھوڑا سا أگے گئی تھی کہ اسے اپنے پیچھے کسی گاڑی کے آنے کی آواز آئی۔

اسکے دل کی ڈھرکن یکدم تیز ہوئی،قدم بھی تیزی سے اٹھنے لگے۔لیکن گاڑی تیزی سے اس کے قریب آنے لگی۔وہ مڑی نہیں اور ناہی رکی۔

گاڑی کا ہارن بجا تو وہ بھاگنے لگی۔اپنے پیچھے اسے گاڑی کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

"زاریہ !"آواز سن کر اسے یکدم بریک لگی،وہ مڑی۔

"بھاگ کیوں رہی ہو؟"وہ تیزی سے اس کی طرف آیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"مجھے لگا کوئی اور ہے۔" وہ پھولی ہوئی سانسوں کے درمیان بولی۔ اسنے جھک کر اپنے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھا۔

"میں تمہیں بتا کر نہیں گیا تھا کہ گاڑی لینے جا رہا ہوں؟"

اسنے آگے سے نفی میں سر ہلایا۔

دایان نے ذرا شرمندگی سے اپنی ناک کی اوپری ہڈی کو دبایا۔

"سوری وہ میں شاید۔۔۔ شاید میں کسی سوچ میں گم تھا تو کہنا بھول گیا۔ لیکن تم نے ایسا سوچا کیوں کہ میں تمہیں اتنی رات کو یوں چھوڑ کر چلا جاؤں گا؟" اسنے ہلکے ہلکے غصے میں سوال کیا

Clubb of Quality Content!

۔

زاریہ نے بھرپور غصے سے اس کی طرف دیکھا۔

"تم بار بار میری سوچ پہ سوال کیوں کر رہے ہو؟ دماغ کو کچھ ہو گیا ہے ہاں؟"

دایان نے اپنے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔ وہ واقعی اتنے سوال کیوں کر رہا تھا؟

"اچھا اب گاڑی میں بیٹھو جا کر۔"

"جا رہی ہوں۔" وہ درشتی سے کہہ کر آگے بڑھی۔ دایان پیچھے یوں ہی کھڑا رہا۔ وہ گاڑی کے پاس جا کر مڑی۔

"اب تم آؤ گے یاں یہ گاڑی آٹو میٹک ہے؟"

"آرہا ہوں۔" وہ ہونٹ بھینچے گاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔

....

وہ سر سیٹ سے ٹکائے سڑک پر دور تے مناظر دیکھ رہی تھی۔ پیشاور سے لاہور تک کا سفر کافی تھکا دینے والا تھا۔ اسے جہاز کی ٹکٹ نہیں ملی تو اسے وی آئی پی بس کی ٹکٹ کروانی پڑی۔ سیٹ آرام دہ ہونے کے باوجود اسکی کمر اور گردن میں بے تحاشہ درد ہو رہا تھا۔

اسنے سفید شلوار قمیص کے اوپر گرے پیرا شوٹ جیکٹ پہن رکھی تھی۔ گلے میں سفید کلر کا سلک سکارف لپیٹ رکھا تھا۔ بال پونی ٹیل میں باندھ رکھے تھے۔ آنکھیں ہلکی ہلکی سوج رہی تھیں۔

وہ گل خان کے جنازے سے ہو کر آرہی تھی۔ اسے اسکے آبائی گاؤں میں دفنایا گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ دو دن پیشاور میں رہی تھی۔اور اسکے گھر والوں کی حالت دیکھ کر وہ منٹلی طور پہ کافی ڈسٹرب ہو رہی تھی۔اندر ہی اندر ایک گلٹ سا تھا جو اسے کھائے جا رہا تھا۔

"تم روتا کیوں ہے؟ تم تو ہمارا چھوٹا بی بی ہے۔" وہ دوزانوں ہو کر اسکے پاس بیٹھا تھا۔تب وہ نیا تھا۔زاریہ اپنا گھٹنا پکڑے زمین پہ بیٹھی تھی۔اسے چوٹ لگی تھی اور وہ اس کی چوٹ پہ آیوڈین لگا رہا تھا۔وہ بہار کی چھٹیاں منانے مری دادا کے گھر آئے ہوئے تھے۔

"چھوٹا نہیں چھوٹی۔"اس نے روتے ہوئے اسکی غلطی درست کی۔

"وہ روحان تم کو مارتی ہے؟" وہ اسے بچکار رہا تھا۔

"مارتا ہے۔"اس نے سسکی لی۔

"تم اسکو کیوں نہیں مارتا؟"

"نہیں مارتی۔"

"وہ تو خر ہے۔تم کھڑا ہو جاؤ۔میں بتائے گا تمہاری بابا کو کہ وہ دھکا دیا۔"

اسنے اسے اٹھا کے کھڑا کیا۔

Clubb of Quality Content

"تم توتلے ہو گلخان ؟" اسکی اردو کمزور تھی وہ سمجھ نہ پائی۔

"ہم توتلہ نہیں، ہم توسئ بولتا ہے۔" اسنے زاریہ کو چلنے کا اشارہ کیا تو اسنے نفی میں سر ہلایا۔

گلخان نے زاریہ کو اپنے بازوؤں میں اٹھالیا۔ وہ اسے باغ سے گھر تک اسی طرح چھوڑ کر آئے گا۔

"تمہیں گلخان کیوں کہتے ہیں ؟"

"کیوں کہ یہ ہمارا نام ہے۔"

"تمہارا نام اچھا نہیں ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

گلخان مسکرایا۔ "تم کو ہمارا نام اچھا نہیں لگا؟ تم کوئی اور نام رکھ دو چھوٹی بی بی۔" اسنے چھوٹی پہ زور دیا۔ وہ اپنی غلطیاں درست کر لیتا تھا۔

"میں کیا نام رکھوں ؟" اسنے سوچتے ہوئے پوچھا۔

"تم ہمیں لالہ کہو۔" ساتھ ہی اسنے گیٹ کھولنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

"لالہ ؟ یہ کیسا نام ہے ؟ اسکا کیا مطلب ہوتا ہے ؟"

"توبہ توبہ، تم کتنا بولتا ہے۔"

"بولتی۔"

"بہت بولتی ہے تم۔" اسنے زاریہ کو نیچے اتارا تو وہ اندر بھاگ گئی۔

"یہ بھاگی کیسے؟" وہ حیرانی سے بولا۔

"اپنی ٹانگوں سے۔" گیٹ کیپر اپنی بندوق صاف کرتے ہوئے کہا۔ گلخان وہاں سے بڑبڑاتے ہوئے مڑ گیا۔ دبے دبے شور نے اسے یادوں سے باہر کھینچ نکالا۔

زاریہ نے گردن موڑ کے کوفت سے ساتھ بیٹھی پندرہ سالہ لڑکی کو دیکھا۔ جو کہ پچھلی سیٹ پہ بیٹھے اپنے بھائی سے دبی دبی آواز میں لڑ رہی تھی۔ بھائی کے ساتھ بیٹھی انکی ماں دونوں کو کوس رہی تھی۔

زاریہ نے ہینڈز فری کانوں سے لگائے اور اپنا موبائل کھولا۔ چند ایک لوگوں کے میسیجز آئے ہوئے تھے چند ایک نے کال کی ہوئی تھی جو کہ اسنے ریسیو نہیں کی۔ اسنے عارف لشاری کی طرف سے آیا ہوا دعوت نامہ کھولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دعوت چار دن بعد تھی۔دعوت نامے کے نیچے ایک وائس میسج بھی تھا۔اسنے وائس میسیج سنا۔

وہ اسے بڑی گرم جوشی سے دعوت پہ آنے کا کہہ رہا تھا۔

اور یہ کہ وہ اسے سلطان کی جگہ پہ وہاں دیکھنا چاہتا ہے۔دعوت کس چیز کے بارے میں ہے وہ اسکے لیے سرپرائز ہے۔اور بھی بہت کچھ۔اسنے پھر دائم کا میسیج کھولا۔گلخان کی موت پر افسوس سے بھرا ایک پیرا گراف لکھنے کے بعد وہ اسے جلد از جلد رابطہ کرنے کا کہہ رہا تھا۔اسکی ایک امانت اسے دینی تھی۔

حمزہ کی مسڈ کالز تھیں۔اور دایان کی طرف سے ایک مسڈ کال۔اسنے فون بند کر کے واپس رکھ دیا۔

ساتھ بیٹھی لڑکی ماں سے اچھے طرح ڈانٹ کھانے کے بعد منہ بسور کر بیٹھی تھی۔زاریہ نے چہرا واپس کھڑکی کی طرف موڑ لیا۔

....

مہرین نے نوڈلز کا باؤل اسکی طرف بڑھایا۔وہ دونوں گھر کے فرنٹ ڈور کے فٹ سٹیپس پہ بیٹھے ہوئے تھے۔ہلکی ہلکی رم جھم سے گارڈن کافی پر سکون اور فرحت بخش لگ رہا تھا۔

فروری کا مہینہ اپنے درمیان کو آرہا تھا۔اور سرد موسم کافی حد تک خوشگوار ہو گیا تھا۔

"بھائی آرام سے زاریہ کو چھوڑنے چلے گئے۔دیکھا میں نے کہا تھا نا۔" وہ نوڈلز میں فورک گھماتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"تمہیں بہت شوق ہے دوسروں کی شادی کروانے کا۔ماں باپ کی طلاق کا گہرا اثر پڑا ہے دماغ پہ۔"

نادر کلب
Clubb of Quality Content!

دائم نے اسکی بات پہ ٹھنڈی آہ بھری۔

"تمہاری شادی بھی میں کرواؤں گا۔ایک اچھا سا پاگل ڈھونڈوں گا۔"

"بہت فضول بولتے ہو۔لو وہ آگیا تمہارا رشک قمر۔" گیٹ سے حمزہ اندر داخل ہو رہا تھا۔

بارش کے قطرے اسکے گھنگریالے بالو پہ گر رہے تھے۔

وہ مسکراتا ہوا ہشاش بشاش ساان کے پاس آیا۔

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام، آؤ بیٹھو۔" دائم نے تھوڑا سا کھسک کر اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا کہا۔

"جو مسلمان نہیں ہے اسے ہیلو۔"

مہرین سے اسے گھورا۔ "وعلیکم السلام۔"

وہ سینے پہ ہاتھ رکھ کے سلام قبول کرتا ان کے ساتھ بیٹھا تو دائم نے اسکے آگے باؤل کیا۔ وہ نفی میں سر ہلاتا گویا ہوا۔ "دایان گھر پہ نہیں تھا تو تم نے مجھے کیوں بلایا؟"

"بھائی گھر پہ ہی ہیں، ڈیڈ ان کی گاڑی لے کر گئے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تو چلو پھر۔"

"چلتے ہیں، تم لے آئے سب کچھ؟"

"ہاں سارے ڈوکیومنٹس، نعمان کا سارا ریکارڈ۔ جو بھی تم نے میرے پاس رکھوایا تھا وہ سب لے کر آیا ہو۔"

"گڈ۔" اسنے اخری نوالہ چھوڑ کر بول مسکراتے ہوئے مہرین کی طرف بڑھایا۔

وہ دونوں ایک ساتھ جانے اٹھا کھڑے ہوئے۔"بات سنو۔"مہرین نے حمزہ کو پیچھے سے پکارا

۔

وہ مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔دائم جاچکا تھا۔وہ سینے پہ ہاتھ لپیٹے اس تک آئی۔

"دائم کی ساری ایفرٹس سمجھ میں آتی ہیں۔وہ دایان کا سگا نا سہی بھائی تو ہے۔وہ اس کے لیے یہ سب کرے تو سمجھ میں آتا۔مجھے تماری سمجھ نہیں آتی۔تم کیوں فضول میں ہر ایک کی مدد کرنے کے لیے کود جاتے ہو؟"

حمزہ نے مسکراتے ہوئے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔

"مجھے پاگل کتے نے کاٹا ہے اسلیے میں سب کی مدد کرتا ہوں۔"

"بلاوجہ؟"مہرین نے ابرو اچکائے۔

"آپ بلاوجہ کسی کی مدد نہیں کرتیں؟"

"نہیں۔"

"کیوں؟"اسنے اچھنبے سے اسکی طرف دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں کہ میں پیدائشی پاگل ہوں۔" وہ اسی کے انداز میں بولی۔

"لگتی بھی ہیں۔" حمزہ نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

"اوہ کم آن، تم مجھ سے کہو گے کہ تم صرف ثواب کمانے کے لیے دوسروں کی مدد کرتے ہو تو آئی کانٹ بیلیواٹ۔ تمہارا کوئی فائدہ چھپا ہو گا اس سب میں۔"

حمزہ چند لمحے ہونٹ بھینچے اسے دیکھتا رہا۔

"میں دایان کی مدد اس لیے کر رہا ہوں کیوں کہ مجھے اسکی گاڑی بہت اچھی لگتی ہے۔ میں چاہتا ہوں وہ خوش ہو کر مجھے اپنی گاڑی گفٹ کر دے، دائم کی مدد اس لیے کی تا کہ وہ مجھے اپنی باپ کی کمپنی کا سی ای او بنا دے، اور رہی زارا یہ تو اس کی مدد اسلیے کرتا ہوں کیوں کہ مجھے امید ہے وہ مجھے اپنی جائیداد میں سے حصہ دے دے گی۔ از دیٹ اوکے؟"

"ڈیم اوکے۔" مہرین کینہ توڑ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "اپنے دوست کے پیچھے جا سکتے ہو اب تم۔"۔ یہ کہہ کر وہ مڑ گئی۔

وہ یونہی ہاتھ جیبوں میں ڈالے کھڑا رہا۔ بارش کے قطرے کثیر تعداد میں اسکے بالوں پہ چمک رہے تھے۔

"مس مہرین۔" وہ دروازہ کھول کر مڑی۔ "کیا ہے؟"

"آپ کو مدد کی ضرورت ہے؟" وہ جانچتی نظروں سے مسکراتے ہوئے بولا۔ اسکی مسکراہٹ اسکی شخصیت کا خاصا تھی۔ وہ نرمی سے مسکراتا تھا۔

"آپ کو مدد کی اشد ضرورت ہے۔ کچھ ہے ایسا جو آپ کو بہت تنگ کر رہا ہے اور آپ اسلیے ہر ایک کو تنگ کر رہی ہیں۔"

"میں نے تمہیں تنگ کیا ہے؟" اسکی پیشانی پہ سلوٹیں ابھری۔

وہ قدم قدم چلتا ڈورسٹیپ تک آیا۔ وہ تین سٹیپ اوپر کھڑی تھی۔

"آپ کی امی کدھر ہیں؟ آپ کے ان کے ساتھ اچھے ٹرمز نہیں چل رہے، ہے نا؟"

مہرین کی گردن میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔

"اپنے اندازے اپنے پاس ہی رکھو۔" اسکا لہجہ اتنا مظبوط نہیں تھا۔

"اپنے اندازے میں اپنے پاس اپنی جیب میں ہی رکھتا ہوں۔ جب کسی کو ضرورت پڑے تو خوشی سے انہیں دے دیتا ہوں۔ یہ لیں میں اک اور اندازہ لگاتا ہوں کہ اپ نے اپنی کسی

ناولز کلب
Clubb for Quality Content

سہیلی سے مدد مانگی ہو گی اور اس نے آپ کی مدد نہیں کی ہو گی۔ اسلیے آپ کو میری مدد سے تکلیف ہو رہی ہے۔ تو آپ کو مجھ سے کوئی مدد چاہیے؟"

وہ جواباً اُسے گھورتی رہی۔

"میں مزاق کر رہا تھا پہلے میں لالچی نہیں ہوں۔ میں آپ سے کچھ نہیں لوں گا مدد کے بدلے۔" اسنے اپنی حاتم طائی والی صفت بتائی۔

"میں سوچوں گی تمہاری مدد کی آفر کے بارے میں، بہت شکریہ۔" اسکا لہجہ ابھی بھی اکھڑا ہوا تھا۔

"اور ایک آخری بات۔" وہ اندر جانے لگی کہ وہ پھر سے بولا۔ وہ لمبا سانس لے کر مڑی۔" میں دوسروں کی مدد اسلیے کرتا ہوں کیوں کہ یہ اک اچھا کام ہے اور میری اماں کہتی ہیں کہ جو اچھے کام کرتے ہیں انکا اختتام اچھا ہوتا ہے۔"

"ایمپریسیو!" اس نے طنزاً کہا۔

"تو کیا آپ نے مجھ پہ بھروسا کر لیا؟"

"نہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"سمارٹ!" اس نے ستائشی ابرو اٹھائے۔

"اک بات سنو حمزہ یا چاند جو بھی نام ہے تمہارا۔ مجھے زیادہ فضول بولنے والے لوگ پسند نہیں ہیں۔" وہ چبا چبا کر بولتی اندر چلی گئی اور دروازہ بند کر دیا۔

حمزہ ذرا سا سائڈ پر کھلی کھڑکی کی طرف آیا۔ کھڑکی پر سفید پردہ گرا ہوا تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ آواز اندر جائے گی۔ اسنے اپنے منہ کے گرد ہاتھوں سے دائرہ بنایا۔

"اور مجھے وہ لوگ پسند نہیں ہیں جو نداۓ ہدہد نام کی کہانی میں سب سے اچھے لوگوں کو مار دیتے ہیں۔" اور اسکی امید کے مطابق پردہ فوراً سے ہٹا۔

"تم نے وہ کہانی پڑی ہے؟" اسکی آواز میں ہلکا ہلکا سا جوش اُمڈ آیا۔

"ہاں میں نے اپنا وقت ضائع کیا ہے۔"

"گیٹ لوسٹ۔" پردہ واپس گر گیا۔

"ول یو فائنڈ می؟"

"پاگل خانہ اس طرف ہے۔" اسنے دایان کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔

Club Quality Content

"تو پھر آپ یہاں کیوں رہتی ہیں؟"

"تمہیں تو میں۔۔۔"اس نے دھڑام سے دروازہ کھولا۔اور سٹیبس پہ پڑا ہوا گملا اٹھایا

"اوہ،اچھا اچھا سوری سوری۔"وہ الٹے قدموں بھاگا۔

مہرین نے سر جھٹکتے گملا واپس رکھا۔

حمزہ دایان کے گھر کے گیٹ کا سہارا لیتے ہوئے رکا۔سینے پہ ہاتھ رکھ کر پھولے سانسوں کے درمیان ہنستے ہوئے اس نے مڑ کے دیکھا۔سڑے ہوئے لوگوں کو تنگ کرنے کا اپنا ہی مزہ ہے،وہ سیدھا ہوا۔اسے اب سامنے والے گھر میں ہوتا فیملی ڈراما دیکھنے جانا تھا۔شاید دائم کو دایان سے مار پڑھ رہی ہو گی۔

Clubb of Quality Content

....

دائم گھر کے اندر داخل ہوا تو اسنے مڑ کے دیکھا۔حمزہ ساتھ نہیں تھا۔خیر آتا ہو گا ابھی۔اسنے دایان کے کمرے کا دروازہ بجا کر کھولا۔وہ کمرے میں نہیں تھا۔واش روم سے شاور چلنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

وہ اسکے روم سے نکل کر اسکی سٹڈی میں چلا گیا۔بھائی سے یہیں بات کرے گا۔اسنے فائل ٹیبل پہ رکھی۔وہی فائل جو اسنے زاریہ کو دکھائی تھی۔اور جا کر اسکے ٹیبل کی کرسی پہ بیٹھ کے جھولنے لگا۔جھولتے ہوئے اسکی نظر اس الگ تھلگ کونے میں پڑی۔وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔

آخر ایسا کیا تھا وہاں پہ جو یوں پردے سے ڈھانپ رکھا تھا؟

وہ قدم قدم چلتا پردے کے قریب آیا۔اپنا ہاتھ بڑھا کر اسنے پردہ تھاما۔

"یہاں کیا کر رہے ہو؟" دایان نے اسے پیچھے سے پکارا۔اسکا دل یک دم رکا،پھر وہ پردہ چھوڑ کے مڑا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آپ سے بات کرنے آیا تھا۔"

"بیٹھو۔" دایان نے گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کونے سے سٹول اٹھا کر ٹیبل کے سامنے رکھا۔دائم خاموشی سے آ کر بیٹھ گیا۔

دایان نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔اپنے گیلے بال ماتھ سے ہٹائے اور جا کر کونے کا پردہ درست کیا۔

"کیا بات کرنی ہے؟" وہ اپنی کرسی پہ بیٹھا۔

دائم نے گلہ صاف کیا۔دروازے کی طرف دیکھا۔پتہ نہیں حمزہ کدھر رہ گیا تھا۔

"میں پچھلے سال پاکستان آیا تھا بھائی۔"

"جانتا ہوں۔"

"میں آپ کا کیس سولو کرنے آیا تھا۔اور مجھے یہ رپورٹ ایک انٹیلیجنس آفس کے تہہ خانے سے ملی۔"

دایان کرنٹ کھا کر سیدھا ہوا اور اسنے وہ فائل تھامی۔اسے کھول کر پڑھنے لگا۔یہ وہی تھی۔

اسنے چہرا اٹھا کر دائم کو دیکھا۔

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں دی؟"اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"آپ کہتے تھے کہ اپ کے پیرنٹس کا قتل ہوا ہے،ڈیڈ کہتے تھے کہ وہ صرف حادثہ تھا۔میں اچھی طرح جاننا چاہتا تھا کہ ملک آپ کے پیرنٹس کا قاتل ہو سکتا ہے یا نہیں۔"

دایان کے چہرے کا اتار چڑھاؤ دیکھ کر اسنے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے۔

"صرف اسلیے مجھے دیر ہوئی۔میں اگر فائل آپ کو تب دیتا تو آپ کو خطرہ ہو سکتا تھا۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

اب مجھے یقین ہے وہی قاتل ہے۔ میں بس اپنے پر یقین ہونے تک آپ کے وہم کو آپ کے لیے مصیبت نہیں بننے دینا چاہتا تھا۔ اور میں نے یہ فائل زاریہ کو دی تھی۔ انکے پیرنٹس کی فائل کھلوانے کی کنجی ہے یہ۔ مگر انہوں نے کہا کہ یہ میں آپ کو دے دوں۔"

"ایک سال تک یہ فائل تمہارے پاس تھی؟" وہ ابھی بھی بے یقین تھا۔

"حمزہ کے پاس تھی۔"

دایان نے اپنی آنکھیں میچیں۔ وہ اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ اسنے اپنے آنکھوں پہ ہاتھ رکھا۔ دائم اسے یوں دیکھ کر اسکے پاس آیا۔

"آئی ایم سوری بھائی۔" اسنے اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ اگلے ہی لمحے دایان نے اسے اپنے گلے سے لگا لیا۔

"مجھے لگا تھا آپ مجھے ماریں گے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"ارے واہ!" حمزہ کمرے میں داخل ہوا تو دایان نے اسے اپنے گلے سے علیحدہ کیا۔

"تم جانتے تھے؟" وہ حمزہ کی طرف مڑا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہاں۔" اسنے اپنا کالر جھاڑا۔ دایان نے ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھا۔ اور اسکے منہ پہ مکہ جڑ دیا۔

وہ بے یقین سا اسے دیکھنے لگا۔

"میں نے جب اس دن بتایا تھا تب بھی تم نے اپنا منہ نہیں کھولا۔"

حمزہ اپنا گال سہلاتا سیدھا ہوا۔

"اپنے بھائی کو گلے لگا لیا؟ مجھے یہ مکہ تحفے میں دے دیا۔ ریسیسٹ!"

دایان چند لمحے رکا۔ اسے کچھ یاد آیا تھا۔

"مگر اس گارڈ نے کہا تھا کہ اس آدمی کی آنکھیں براؤن تھیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دائم نے فوراً حمزہ کی طرف اشارہ کیا۔

"اسنے مجھے کہا تھا میں براؤن لینز لگا کر جاوں۔ اگر آپ کو پتہ چلا کہ نیلی آنکھوں والا آدمی فائل لے کر گیا ہے تو آپ مجھے پہچان لیں گے۔"

دایان نے ایک قہر آلود نظر حمزہ پہ ڈالی۔

"میں گھر جا رہا ہوں۔" وہ فوراً نکلتا بنا۔

"میں بھی چلتا ہوں۔" دائم نے بھی نکلنے میں عافیت جانی۔

دایان پیچھے اس فائل کو کھول کر دوبارہ پڑھ رہا تھا۔اسکی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔یہ رپورٹ اسکے باپ نے لکھی تھی اور یہ اسکی آخری رپورٹ تھی۔

....

وہ ہاتھوں میں بلیک کافی کا مگ پکڑے باہر لان میں آئی۔کل جب وہ لاہور پہنچی تو سڑکیں بھیگی ہوئی تھیں۔اب بھی یہی حال تھا۔بارش رک گئی تھی۔البتہ بادل گھرے تھے۔

کوثر آپا گلخان کا سامان سمیٹ رہی تھیں سرونٹ کواٹر سے۔وہ سب پیشاور بھیجنا تھا اسکی ماں اور بھائیوں کے پاس۔

گلخان کا تعلق اسکے خاندان سے بہت گہرا اور پرانا تھا۔اسکے جانے سے زاریہ کی زندگی میں بہت فرق پڑا تھا۔ایک تحفظ اور تسلی کا جو احساس تھا وہ اب عنقاں ہو چکا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کڑوامائع اندر انڈیلتے ہوئے وہ لان میں پڑی کرسیوں پہ بیٹھ گئی۔ کہ اسے دور سے کوئی اپنی طرف آتا ہوا دکھائی دیا۔

دایان ملازم کے ساتھ چلتا ہوا آرہا تھا۔

"یہاں کیسے آنا ہوا؟"

زاریہ نے بلیک کوٹ پہن رکھا تھا۔اوراسکے برعکس دایان نے ایک بتلاسا لمبی آستینوں والا سویٹر پہن رکھا تھا جس کے گلے سے سفید شرٹ کا کالر چھلک رہا تھا۔

اسنے اسکے سامنے پڑی کرسی سنبھالی۔ان دونوں کے درمیان ایک میز حائل تھا۔زاریہ سے چند قدم کے فاصلے پہ دیکھا تو وہ جگہ آج خالی تھی۔اگر گلخان ہوتا تو ادھر ہی ہاتھ باندھے کھڑا ہوتا۔

"مجھے افسوس ہے جو بھی گل خان کے ساتھ ہوا۔" وہ سر جھکائے نیچے گھاس کو دیکھتے ہوئے بولا۔زاریہ خاموش رہی۔یہ فائل واپس کرنے کے بعد انکی پہلی ملاقات تھی، پہلی آکورڈ ملاقات۔چند لمحے خاموشی سے گزرے تو زاریہ نے اس سے پوچھا۔

"چائے یا کافی؟"

"کافی۔" اسنے سر اٹھایا۔زاریہ نے دور کھڑے ملازم کو پاس بلا کر ایک کپ کافی بنانے کا کہا۔ پھر وہ دایان کی طرف متوجہ ہوئی ٹانگ پہ ٹانگ رکھی۔

"کل شام حمزہ ملنے آیا تھا مجھ سے۔"

دایان نے پیچھے کو ٹیک لگائی۔اپنا داہنا پاؤں بائیں گھٹنے پہ رکھا۔اور سکون سے اسکی طرف متوجہ ہوا۔

"اسکی گال پہ مکے کا نشان تھا۔"

"اسے میں نے مارا تھا۔" وہ سکون سے بولا۔

"اور تم نے جس وجہ سے اسے مکہ رسید کیا اسی وجہ سے دائم کو گلے سے لگایا۔"

"اسنے وجہ بتائی؟" اسکی کافی آگئی تھی۔

"ہاں! تمہیں ملک کے خلاف ثبوت مل گئے ہیں۔اپنے باپ کا ادھورا کام اب تم پورا کرو گے۔"

"اور تم نے ہی اسے وہ ثبوت مجھے دینے کا کہا تھا۔ لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ تم اس سب سے راضی نہیں ہو۔"

زاریہ کے چہرے کے تاثرات سخت ہوئے۔

"ملک نے مجھے کافی نقصان پہنچایا ہے اس نے میرا کئیں بار قتل کیا ہے۔ میں اسے تمہارے لیے نہیں چھوڑنا چاہتی تھی لیکن میری مجبوری ہے، میں اپنے بھائی سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"نقصان تو اسنے میرا بھی بہت کیا ہے۔" دایان اپنے گھٹنے سے پیر ہٹا کر آگے کو ہو کر بیٹھا۔

"لیکن تم اپنے فائدے کو مجبوری کا نام کیوں دے رہی ہو؟"

"مطلب؟" اسکی پیشانی پہ بل نمودار ہوئے۔

"تمہیں کوئی رسک نہیں لینا پڑے گا، بھائی بھی واپس مل جائے گا، ملک کو سزا بھی ہو جائے گی، جائیداد بھی واپس مل جائے گی۔ تو مس زاریہ اسے مجبوری نہیں دوسرے کے کندھے پہ رکھ کر بندوق چلانا کہتے ہیں۔"

وہ چند لمحے خاموش رہی۔

Clubb of Quality Content

"تم تو اپنا کندھا پیش کرنے کے لیے تیار تھے تو اب کیا ہوا؟ کیا بندوق وزنی ہے؟"

اور یہ پہلی دفعہ تھا کہ دایان اپنا سر پیچھے پھینک کر ہنسا تھا۔ وہ واقعی ذہین تھی۔

زاریہ مسکرائی۔ "لوگ مجھے مکار لومڑی کسی وجہ سے کہتے تھے۔"

اسکی ہنسی تھمی تو بولا۔ ہونٹ ابھ بھی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"میں اپنا کندھا دستیاب رکھوں گا، تم بندوق چلانا۔ ڈیل؟"

"ڈیل۔" اس نے سر کو خم دیا۔

"مجھے بتاؤ کل حمزہ کیوں آیا تھا؟ وہ صرف یہ بتانے نہیں آیا تھا کہ میں نے اسے مارا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تمہارے بھائی نے بھیجا تھا اسے۔ میری ایک چیز دینے کے لیے۔"

دایان نے ہاتھوں کی انگلیاں باہم پھنسائیں۔ "اسکا تعلق ملک سے ہے؟"

زاریہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"پھر میرا جاننا ضروری ہے کہ وہ کیا ہے۔"

"انتظار کرو پھر۔" زاریہ اپنی کرسی سے اٹھ کر اندر چلی گئی۔ دایان پیچھے سے اسکی ہلکی ہلکی جھولتی ہوئی کالے بالوں والی پونی ٹیل کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ وہ غائب ہو گئی۔

تین منٹ کے بعد وہ باہر آئی تو اسکے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔ اسنے وہ دایان کی طرف بڑھایا۔

دایان نے ایک نظر اسے دیکھتے ہوئے کاغذ تھاما۔

"یہ ایک پلاسٹک ریپ میں لالہ کے منہ کے اندر رکھا ہوا تھا۔" اسکے دل کو کچھ ہوا تھا بتاتے ہوئے۔ دایان نے کاغذ کھولا۔ اس پر ایک تحریر پرنٹ کی ہوئی تھی۔

وہ کوئی نظم تھی۔ آزار نظم۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"مجھے گھیر لیا جنگل اور اسکی گہری فضاؤں نے

انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں سنوں

میں سنوں آواز زرد پتوں کی

کہ جب وہ گرتے ہیں درختوں سے

ہزاروں کی تعداد میں

وہ آواز تھی ان کے سانسوں کی

کہ وہ زندہ ہیں، زندہ مگر نظرانداز کیے گئے

ان کی سانسیں بھیانک تھیں

ان میں پیغام تھا موت کا

پتوں کو قدموں تلے کچلتے ہوئے

میں نے اس پیغام کا پیچھا کیا

اور وہ لایا مجھے اک دریا تک

شفاف لہروں نے کہا مجھ سے کہ

میں دیکھوں عکس اپنا

میں نے خود کو دیکھا تو مجھے کچھ نظر نہ آیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

نہ اپنے عیب، نہ اپنے گناہ، اور نہ اپنی ناکامی

میں آج بھی اسی جنگل میں بھٹکتا ہوں

ہاتھوں میں آگ لیے

خود کو تلاش کرتا ہوں

میں خود کو ڈھونڈ نہیں پاتا

تو تم تلاش کرو مجھے

شاید کہ میں تمہیں مل جاؤں

یا میں تمہیں پالوں

اور ہم تینوں مل جائیں

میں تم اور موت!

دایان نے کاغذ سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔ "یہ کیا ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

زاریہ نے کندھے اچکائے۔"شاید کوئی پہیلی۔"

"تمہیں اسکا جوب معلوم ہے؟"

"نہیں۔"

"جب پتا چل جائے تب مجھے بتانا۔"اسنے باور کروایا۔"اب بات کرتے ہیں ملک صباحت کی تو اسکو زیر کرنے کا ایک واحد حل ہے کہ اس رپورٹ کو ایجنسی کے حوالے کر دیا جائے۔"

"اسے تو پھر صرف قید ہو گی۔"زاریہ نے اعتراض کیا۔

"عمر قید گزارنا مرنے سے زیادہ بڑی سزا ہے۔"

"لیکن یہ میرے اطمینان کے لیے کافی نہیں۔"

"دیکھو،اسکا اپنے نیٹ ورک سے رابطہ کاٹنا ضروری ہے،اسنے گلنان کو مروادیا،وہ کسی اور کو بھی مرواسکتا ہے،روحان کو بھی۔"

زاریہ خاموش ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ایک دفعہ اسے نِہتا ہونے دو پھر اسے ہرانا آسان ہو گا۔ پیچھے فیروز بچ جائے گا تو وہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہو گا۔ اسکے ذریعے روحان کو کیسے بازیاب کروانا ہے وہ تم مجھ پہ چھوڑ دو۔"

"تو پھر میں کیا کروں؟"

اس جمعرات کو دعوت ہے۔ تم جا رہی ہو؟" ذاریہ نے ابرو اٹھا کر اسکی طرف دیکھا۔ وہ اس دعوت کے بارے میں بھی جانتا تھا۔

"پتا نہیں۔ لیکن ملک صباحت آئے گا وہاں۔"

"تم وہاں جا کر میرا ایک پیغام پہنچانا اسے۔"

"تم مجھے حکم دے رہے ہو؟"

"درخواست سمجھ لو۔"

"کیسا پیغام؟"

وہ ہلکا سا مسکرایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

....

دایان سڑک کے اندھیرے حصے میں کھڑا تھا۔گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے۔وہ سامنے دیکھ رہا تھا۔ایک کالی بلی دیوار پھلانگنے کی کوشش کررہی تھی۔

"تم نے کیانام بتایاہے اپنا؟" وہ ہیڈ فری درست کرتاہوابولا۔

"ارحم نام ہے میرا سر۔" وہ چند گارڈز کے ساتھ اس چکاچوند سجے ہال میں کھڑا تھا۔

"توتم فیروز کے خاص آدمی ہو؟"

"جی۔" ایک گارڈ ملک کے ساتھ چلا گیاتودوسرا فیروز کے ساتھ۔وہ اکیلا کونے میں کھڑارہا۔

"تمہاری جیب بھری ہوئی ہے؟"

نولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی آپ کی وہ چیز میری جیب میں ہی ہے، زاریہ آپی نے امانت پہنچا دی ہے۔ آپ کا کام ہو جائے گا۔"

"میں دوسری جیب کی بات کر رہا تھا۔"

"وہ بھی بھری ہوئی ہے۔" ارحم مسکرایا۔

"گڈ۔" دایان نے دوبارہ کالی بلی کو دیکھا وہ چھلانگ کر دوسری طرف جا چکی تھی۔

"ارحم۔"

"جی۔"

"زاریہ ہے وہاں پر؟"

"جی وہ سامنے کھڑی ہیں ملک سر سے بات کر رہی ہیں۔" وہ سامنے کھڑی گرے کلر کے ڈیزائنر کوٹ میں ملبوس زاریہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔

دایان ہلکا سا مسکرایا۔ "جب کام ہو جائے تو مجھے انفارم کر دینا۔"

"اوکے سر۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دایان نے ائیر پوڈ کان سے نکالا اور گاڑی کا دروازہ کھولا۔

چند لمحوں بعد وہ سڑک خالی ہو چکی تھی۔

"گلنان ہوتا تو تمہارے پیچھے کھڑا ہوتا۔" ملک افسردہ سا مسکراتے ہوئے بولا۔

"مجھے افسوس ہے۔"

"آپ کو افسوس بھی ہوتا ہے؟" زاریہ ضبط سے مسکرائی۔ہاتھ جیبوں میں تھے۔

"بہت زیادہ، خاص طور پر مجھے تمہارے لیے بہت افسوس ہوتا ہے۔ تم ایک ساتھ بہت سے جھمیلوں میں الجھ گئی ہو میری پچی۔ خود کو ان سب سے نکالو زاریہ۔ پتہ ہے سلطان کس طرح خود کو ذہنی طور پہ تندرست رکھتا تھا۔وہ مری میں بنے فارم ہاؤس میں جاتا تھا۔ میں نے اسکو مشورہ دیا تھا۔ تمہیں یاد تو ہو گا۔"

"یاد ہے، میں کچھ نہیں بھولتی۔" وہ تندہی سے اسکے چہرے کو گھور رہی تھی۔اسکے چہرے پہ کوئی ملال نہیں تھا۔

Clubb of Quality Content

"واہ، تم تو بہت چھوٹی تھی جب وہاں گئی تھی۔وہ سپیشل دیزائن کیا تھا میں نے۔لکڑی کا پر تعیش کام۔مصنوعی جھیل سجائی تھی۔گھنے جنگل کا لک دیا تھا میں نے اس فارم ہاؤس کو۔ تمہیں وہاں ایک بار تو جانا چاہیے۔"

زاریہ کے دماغ میں ایک جھماکا ہوا۔

"چلو خیر چھوڑو میں بھی کیا باتیں لے کر بیٹھ گیا۔زاریہ بیٹے وہ سوچا پھر آپ نے اسلام آباد والی برانچ کے بارے میں۔میرا مشورہ ہے کہ وہ عارف کو دے دی جائے۔اب دیکھو اس نے یہ ڈیل یس کروانے کے لیے کتنی بڑی دعوت رکھ دی۔"

"اور آپ کو مجبوراً اپنے بیٹے کی وجہ سے ان کی ڈیل قبول کرنی پڑھی۔ویسے میں ان سے بات کر چکی ہوں۔جب مجھے میرا مقام مل جائے گا تو تب انہیں اپنا فیصلہ بتاؤں گی۔" ملک کے ہونٹوں پہ مضحکہ خیز مسکراہٹ عود آئی۔

"میں اس مہینے اور اگلے مہینے کے شروع میں بہت مصروف رہوں گا۔اس وجہ سے میں نے فیروز سے کہا تھا کہ وہ تم سے بات کرے۔اور پھر اگر "زندگی" رہی تو ہم وہ آخری پیشی آپس میں بیٹھ کر بھگتا لینگے۔" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

"زندگی رہے یانہ رہے۔آخری پیشی ہر ایک کو بھگتنی پڑتی ہے۔" زاریہ نے سکون سے گردن اٹھائے اسے جواب دیا۔

ملک دل کھول کر مسکرایا۔فیروز نے اپنے باپ کی طرف دیکھااور ساتھ کھڑی زاریہ کو۔وہ ان کی طرف آیا۔اور آ کے اپنے باپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

زاریہ نے بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا عارف لشاری وہاں ہاتھ میں ڈرنک پکڑے آیا۔وہ بہت دلجوئی سے ہر ایک سے مل رہا تھا۔رسمی کلمات کے بعد وہ زاریہ سے مخاطب ہوا۔

"زاریہ سلطان کو دیکھ کر سلطان یاد آتا ہے۔ہے نا ملک؟"

سلطان نے مسکرا کر اسے دیکھا۔"جیسا باپ ویسی بیٹی۔لیکن ایک بات کا اعتراف کروں تو یہ زیادہ ذہین اور زیادہ ضدی ہے۔"

"آہ آہ، ضدی سے یاد آیا زاریہ وہ دیکھو وہ معاذ ہے۔" عارف نے دور کھڑے پینٹ کوٹ میں ملبوس ایک شخص کی طرف اشارہ کیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"یہ اور سلطان بہت اچھے ڈیبیٹرز تھے۔ سلطان کا پلڑا اکثر بھاری رہتا تھا۔ ایک دفعہ معاذ نے اسے لاجواب کر دیا مگر گیس واٹ؟ سلطان نے اگلے ہفتے اسی ٹاپک پہ دوبارہ ڈیبیٹ کروائی اور وہ جیت گیا۔ چلو آو تمہیں ان سے ملواؤں۔" وہ مسکراتے ہوئے زاریہ کو دوسری طرف لے گیا۔ جاتے ہوئے زاریہ نے ایک نظر پیچھے مڑ کے دیکھا۔ ملک صباحت اسے ہی دیکھ رہا تھا ۔دونوں کی نظریں کاٹ دار تھیں۔

"ڈیڈ میں جا رہا ہوں۔" فیروز نے اسکا بازو ہلایا۔

کھڑے رہو چپ چاپ، میں نے جو کہا تھا وہ کیا؟" فیروز کے چہرے کو دیکھ کر اسکے تاثرات سخت ہوئے۔

"تم نے ابھی دیکھا ہے نا اسے۔ اسکی آنکھوں میں نفرت دیکھی ہے تم نے۔ میں نے اتنا اچھا جوڑ ڈھونڈا ہے تمہارے لیے جاؤ اور ابھی جا کر رائحہ سے بات چیت کرو۔"

"بہت اچھا جوڑ ہے۔ اسکی اپنے سابقہ بوڑھے شوہر سے نہیں بنی تو آپ اسے میرے سر پہ تھوپ رہے ہیں۔" وہ زچ ہوا۔

Clubb of Quality Content!

"اسکا باپ پارلیمنٹ سے منسلک رہا ہے پچھلے پانچ سالوں سے۔ تم اسکے داماد بن کر مضبوط ہو سکتے ہو۔" اسی وقت ارحم اس سے ٹکرایا تو وہ طیش سے مڑا۔

"اوہ، سوری، آئی ایم رئیلی سوری سر۔" وہ بوکھلایا ہوا بولا۔

"ڈفر! اندھے ہو؟" اسکا بس نہیں چلا کہ اسے ایک تھپڑ رسید کر دے۔

"ڈیڈ جانے دیں۔ وہ انور صاحب آپ کی طرف آ رہے ہیں۔" فیروز نے باپ کو کمپوز کرنے کی کوشش کی۔

ملک اپنا کوٹ جھارتے اور چہرے پہ رسمی مسکراہٹ سجائے انور کی طرف بڑھ گیا۔

ارحم نے گہری سانس لی۔

موبائل پر ڈن لکھ کر واپس موبائل جیب میں رکھا۔

....

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حمزہ کچن کاؤنٹر کے پاس کھڑا فون کے کیمرے سے گال پہ پڑا نشان دیکھ رہا تھا۔

"مجھ جیسے معصوم پر تشدد کرنے والوں کے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔"

دائم کچن کے نیچے بنے ہوئے کیبنیٹ سے ایک چھوٹا سیلینڈر چولہا نکال رہا تھا۔

بھائی کے اس سٹوو کو بھی آج ہی خراب ہونا تھا۔

"تم کیا کر رہے ہو؟" اسنے موبائل جیب میں واپس اڑسا۔

"چپس فرائی کرنے لگا ہوں۔"

"فرائی کرنا آتا ہے؟"

"نہیں۔" وہ معصومیت سے گیس سٹوو کاؤنٹر پہ رکھتے ہوئے بولا۔

"کڑھائی پکڑو اور اس میں تیل گرم کرو پہلے۔"

"تم شیف ہو؟"

"نہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"پھر شٹ اپ۔"

حمزہ کاؤنٹر کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔اور دلچسپی سے اسے دیکھنے لگا جو تیل سے بھری کڑھائی کے نیچے آگ جلا رہا تھا۔پھر وہ فریج تک گیا اور دو سافٹ ڈرنک کے کینز نکال کر ایک اس کی طرف بڑھایا۔

حمزہ نے کین تھاما۔"دایان کدھر ہے؟"

"پتا نہیں بتا کر نہیں گئے۔"

"وہ کیس کرے گا ملک پر؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دائم نے گھونٹ بھرتے ہوئے سر ہلایا۔

"تو زاریہ کا کیا؟ اسکے باپ کے قتل کا کیس؟"

"زاریہ کا کیس بڑا ڈیپ ہے۔میں ایک بھی ایسا ثبوت نہیں ڈھونڈ سکا جو کہ ثابت کرے کہ ملک نے ان کے ڈیڈ کا قتل کیا ہے۔میں بس اتنا پتا لگا سکا کہ ایک آیاز نامی سیریل کلر تھا جس نے ایک دو مہینے سلطان سر کی فرم میں کام کیا۔اور اسی نے ان کا قتل کر دیا۔ایسا میرا کہنا ہے"۔

"تو اور کیا چاہئے۔ وہ ملک کے انڈر کام کرتا تھا اور ملک نے اسے قتل کرنے کا آرڈر دیا۔" حمزہ نے کندھے اچکائے۔

"وہ ایک سیریل کلر ہے اور جتنا میں نے اسکو سٹڈی کیا ہے وہ ایک دو مہینہ یوں ہی کسی کے پاس بھی کام کر کے اسے قتل کر دیتا ہے۔ یہ اسکا سٹائل ہے۔ اس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔" وہ دوسرا گھونٹ بھرنے لگا لیکن پھر کچھ سوچ کہ رکا۔ ذرا سی سانس اندر کھینچی۔ "یہ جلنے کی سمل کیوں آ رہی ہے؟"

"کیوں کہ تیل کو آگ لگ گئی ہے پاگل!" حمزہ چیختے ہوئے پیچھے کو ہوا۔ دائم نے فوراً مڑ کے دیکھا۔ کڑھائی آگ پکڑ چکی تھی۔

Clubb of Quality Content

مہرین ایک لمبی سانس لے کر لو ہے کہ گیٹ سے داخل ہوتی پھتریلی روش پہ چلتی آ رہی تھی۔ وہ مسلسل اپنی انگلیاں مڑوڑتے ہوئے کچھ سوچ رہی تھی۔ وہ دروازے کے قریب پہنچی تو اسے بہت ہی عجیب چیخوں کی آوازیں آئیں۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولا۔

"یہ کیا ہوا؟" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔ دائم چولہا بند کر چکا تھا اور ہاتھوں میں پلیٹ پکڑے آگ کو ہوا دے رہا تھا۔

"پانی پھینکوں؟"حمزہ ہواس باختہ سا چیختے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"اسکے اوپر ڈھکن رکھو جلدی!"مہرین نے پورا دروازہ کھول دیا۔دھواں جما ہونے لگا تھا۔

دائم نے پیچھے کاؤنٹر سے ڈھکن پکڑ کے پھینکنے والے انداز میں کڑاہی کے اوپر رکھا تو آگ ایک دم بجھ گئی۔دونوں نے بے اختیار اپنے سینوں پہ ہاتھ رکھے۔

"میں بچ گیا۔"دائم نے اپنی جیکٹ اتار کر پھینکی۔اسے کافی سیک لگ چکا تھا۔

"تم اپنی چھوڑو میں بچ گیا۔دنیا کا نقصان ہونے سے بچ گیا۔"حمزہ صوفے بے ڈھپ سے بیٹھا۔

"ایک تو تم دونوں کو چیخیں نہیں مارنا آتیں اور اوپر سے تم بے وقوف آگ کو ہوا دے رہے تھے؟"اس نے دائم کے سر پہ چپت لگائی۔اب لاؤنج کی حالت کافی بہتر تھی۔البتہ اوپن کچن کے اوپر والی دیوار ہلکی ہلکی کالی ہو گئی تھی۔

""یہ حمزہ اتنی گندی چیخیں مار رہا تھا۔دماغ نے کام نہیں کیا۔"

"تم جو اونچے سر کھینچ رہے تھے وہ بھی سنے ہیں میں نے۔"حمزہ نے پاس پڑا ہوا کشن اٹھا کر اسکی طرف پھینکا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہارے لیے ہی میں چپس فرائی کر رہا تھا۔"

"تم نے مجھے فرائی کرنے کی سازش رچائی تھی۔"

"چپ کرو تم دونوں۔" وہ چیخی۔ "میری بات سنو۔" وہ دونوں اک دم خاموش ہو کر اسکی طرف دیکھنے لگے۔ "مجھے۔۔" اس نے اپنی طرف اشارہ کیا۔ "تم دونوں بے وقوفوں کی مدد چاہیئے۔"

دائم نے ابرو اچکایا۔ حمزہ نے بھونیں سکیڑ کے اسے دیکھا۔ "یہ مدد مانگنے کا طریقہ تھوڑا مختلف نہیں ہے؟"

"شٹ اپ۔" مہرین نے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔" اس نے ہاتھ اٹھا دیے۔ "پہلے پزا آرڈر کرو۔"

کچھ دیر بعد پزا کے کھلے باکسز کے ساتھ وہ دونوں سامنے بیٹھی ہوئی کو دیکھ رہے تھے۔ وہ اپنی روداد سنا چکی تھی۔

"ایسی رائٹر دوست کیوں بنائی؟ اتنی بری۔" حمزہ نے سوال پوچھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"انسان کو زندگی میں ٹوکسیسیٹی کی ضرورت ہوتی ہے کبھی۔" مہرین نے کندھے اچکائے۔

"نام کیا ہے اس ایڈیٹر کا؟" دائم پزے کا ایک اور سلائس اٹھاتے ہوئے بولا۔

"زبیر۔" مہرین نے سر جھٹکا۔

"اور وہ آنٹی کے ساتھ والا جو معاملہ تھا وہ سولو ہو گیا؟" حمزہ نے یاد دلایا۔

"کونسا معاملہ؟" دائم نے باری باری دونوں کی شکلیں دیکھیں۔ مہرین نے لب بھینچے حمزہ کو گھوری سے نوازا۔

"تمہارے دوست کو اویں اندازے مارنے کی عادت ہے۔"

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

"اسکا دوست اور آپ کا مددگار۔" ساتھ ہی دانت نکالے۔

"کام کر دینا اب۔"

"ہو جائے گا۔" دونوں نے تھمز اپ دیکھائے۔

....

زاریہ نے گاڑی کو بریک لگائی۔وہ ایک فیملی گارڈن کے سامنے رکی تھی۔جب آٹھ بجے کھانا لگا تو وہ اسی ٹائم پہ باہر نکل آئی۔ملک صباحت کا مکروہ چہرا بار بار اس نظر آرہا تھا اور ہر بار اسکا دل کررہا تھا کہ وہ اسکا منہ نوچ دے۔

اسکا دل بھاری ہورہا تھا اور دم گھٹ رہا تھا۔اس نے دروازہ کھولا اور گاڑی سے باہر نکل آئی۔پارک میں اکادکا فیملیز موجود تھیں۔اس پارک کے گرد بڑے بڑے درختوں کا ہالہ تھا مگر انکی شاخیں بغیر پتوں کے تھیں۔وہ جاکر سٹریٹ لیمپ کے نیچے بنے لکڑی کے بنچ پہ بیٹھ گئ ساتھ ہی اپنا پرس،موبائل اور پانی کی بوتل رکھی۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

اسکی نظر سامنے ایک جوڑے پہ پڑی۔ساتھ ایک تین سالہ بچی تھی جسے اسکا باپ پینگ پہ جھولے دے رہا تھا۔اسکی ماں فون کا کیمرہ آن کیے وڈیو بنارہی تھی۔وہ بچی ننھی ننھی ٹانگیں ہلاتی،مسکراتی جھولا جھول رہی تھی۔

اسکا باپ مسکرا کر اسکی ماں کو کچھ کہہ رہا تھا۔وہ بچی بار بار مڑ کے اپنے باپ کو دیکھتی جیسے یقین دہانی کررہی ہو کہ وہ اسکے پیچھے ہی کھڑا ہے۔

وہ یوں ہی گم صم سی انہیں دیکھ رہی تھی جب اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔

اس نے مڑ کے دیکھا تو دایان سٹریٹ پول کے اس طرف کھڑا تھا۔ سر پہ پہنی پی کیپ نے سٹریٹ پول کی نارنجی روشنی کو اسکے چہرے تک پہنچنے سے روک رکھا تھا۔

"دایان۔" زاریہ اسے دیکھ کر چونکی۔

"میں بیٹھ سکتا ہوں؟" زاریہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ بنچ کے دوسرے کونے پہ جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے سر سے پی کیپ اتاری اور ایک ہاتھ سے بالوں میں انگلیاں پھیریں۔

"یہاں کیسے آنا ہوا؟" زاریہ نے سامنے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں یہاں سے جا رہا تھا۔ پھر تمہیں دیکھا تو یہاں آ گیا۔" اس نے کیپ بنچ پہ رکھ دی۔ اور کہنیاں گھٹنوں پہ جمائے ہاتھ باہم پھنسا کر سامنے دیکھنے لگا جہاں وہ دیکھ رہی تھی۔ "تمہارا کام ہو گیا؟"

"ہاں، ہو تو گیا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یکم مارچ میں دو دن ہیں تم نے اسے کافی وقت دے دیا۔" زاریہ نے اعتراض کیا۔

"میں نے اس کے سر پہ تلوار لٹکائی ہے۔میں چاہتا ہوں کی وہ اپنی پکڑ کا انتظار کرے، ہر لمحہ ۔"

"اور اگر وہ بھاگ گیا تو؟ ملک سے فرار ہو گیا تو؟"

"ایجنسی الرٹ ہے اس کے بارے میں۔"

زاریہ خاموش ہو گئی۔وہ بھی کچھ نہ بولا۔چند لمحے یوں ہی گزرے۔

زاریہ نے اسکی طرف گردن موڑی۔"تمہارا دل نہیں کرتا تم اسے اپنے ہاتھوں سے سزا دو جو اس نے تمہارے ماں باپ کے ساتھ کیا؟"

دایان نے اس کی طرف دیکھا۔"یہ سزا اس کے لیے بہترین ہے۔"

زاریہ نے اچھنبے سے اس کی طرف دیکھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس نے تمہارے ماں باپ کا قتل کروادیا۔اور تم صرف قید کو اس کے لیے بہترین سزا کہہ رہے ہو۔کیا اس سے تمہارا زخم بھر جائے گا؟" وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

دایان پھر سے سامنے دیکھنے لگا۔

"میرا زخم چھبیس سال پرانا ہے،اس کے رسنے کی عادت ہو چکی ہے۔میں اسکے بھرنے کی خواہش نہیں رکھتا۔"

زاریہ صرف اسکے چہرے کا نیم رخ دیکھ پا رہی تھی۔اس کے تاثرات کا اندازہ لگانا مشکل تھا۔

"جب وہ پکڑا جائے گا تو اس کے بعد تم کیا کروں گی؟" وہ اپنی کمر بنچ کی ٹیک کے ساتھ لگاتے ہوئے بولا۔

"میں سب سے پہلے اس سے اپنے بھائی کے بارے میں پتہ کرواؤں گی۔پھر جب میرا بھائی واپس آجائے گا تو میں اسکا علاج کرواؤں گی۔چاہے مجھے بیرونِ ملک ہی جانا پڑے۔پھر وہ ٹھیک ہو جائے گا تو ہم واپس آکر اپنی اپنی جگہ سنبھالیں گے۔اور تم؟ تم کیا کرو گے جب سب ٹھیک ہو جائے گا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

دایان ہلکا سا مسکرایا۔"میں کسی سے ایک ضروری بات کروں گا۔"

زاریہ نے بھو نیں سکیڑ کر اسکی طرف دیکھا۔"تم صرف کسی سے بات کرو گے؟"

"ہاں، بہت ضروری بات۔"

"کیا بات؟"

"وہ میں اسکو بتاؤں گا۔"

"کس کو؟"

"شہزادی کو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"شہزادی؟ کونسی شہزادی؟"

"ہے کوئی۔"دایان نے کندھے اچکائے۔زاریہ چند لمحے اسے دیکھتی رہی۔اسکا یہ روپ وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی۔عام انسانوں والا، زندہ دل لوگوں والا۔

دایان نے ایک نظر اسکے سر کے اوپر چمکتے سٹریٹ پول کو دیکھا۔وہاں اوپر پرندہ بیٹھا تھا۔

"تمہیں پرندوں کو دیکھ کر کیا خیال آتا ہے زاریہ؟"

زاریہ نے اسکی نظروں کے تعاقب میں اوپر دیکھا۔پرندہ اڑ گیا۔

"آزادی، من مانی، مجھے زیادہ اندازہ نہیں ہے۔"اسنے کندھے اچکائے۔

اس نے مایوسی سے اس کی طرف دیکھا۔وہ واقعی اشارے نہیں سمجھتی تھی۔

"ویسے میں نے کورٹ میں سنا تھا کہ تم بہت کھروس ہو۔"چند لمحوں بعد وہ دوبارہ بولی۔

"کیا میں ہوں؟"

"تھوڑے بہت۔"زاریہ نے ایک پور جتنا اشارہ کیا۔

"شکریہ۔"وہ سادہ سے انداز میں بولا۔"سنا تو میں نے بھی تمہارے بارے میں ہے۔"

"کیا؟"وہ متجسس ہوئی۔

"کہ تم چالاک لومڑی ہو۔"

"کیا میں ہوں؟"زاریہ نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"ہاں!"سیدھا جواب۔

"میں شکریہ نہیں کہوں گی۔"وہ تیز لہجے میں بولی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نو پرابلم۔" اسنے بے فکری سے کندھے اچکائے۔

"میں جا رہی ہوں۔" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ یونہی بیٹھا آرام سے اسے اپنا موبائل، پرس اور پانی کی بوتل اٹھاتا دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیپ میری ہے۔" اس نے کیپ اپنی طرف کھسکائی۔

"میں کونسا لے کر جا رہی ہوں۔" وہ سلوٹ زدہ پیشانی کے ساتھ بولتی مڑی۔

"جب سب ٹھیک ہو جائے گا۔ تو میں تم سے یہیں ملوں گا۔" وہ عقب سے پکارا۔

زاریہ کے قدم تھمے۔ لیکن وہ مڑی نہیں۔ اسے اپنے نام کا مطلب یاد آیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"میں سوچوں گی۔" یوں ہی کھڑے جواب دے کر وہ آگے بڑھ گئی۔

دایان مسکراتے ہوئے اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔ وہ گاڑی میں بیٹھی تب بھی اسے وہ سامنے بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ کیپ اسنے دوبارہ سر پہ پہن لی تھی۔

زاریہ نے گاڑی ریورس کر کے آگے بڑھا دی۔

جب اسکی گاڑی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ بھی بنچ سے اٹھ بیٹھا۔

....

ملک نے اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کوٹ اتار کا ملازم کو پکڑایا۔

"فیروز کہاں ہے؟" کف لنکس اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھے۔ پھر گھڑی اور ہاتھوں میں پہنی انگوٹھیاں اتاریں۔

"وہ اپنے کمرے میں ہیں سر۔" ملازم بازو پہ کوٹ لٹکاتا مؤدب سا آگے بڑھا اور اسکی اتاری ہوئی چیزیں دراز کھول کر انکی جگہوں پہ سیٹ کرنے لگا۔

"اسکو میرے کمرے میں بھیجنا۔"

"جی سر۔" وہ جب سب سیٹ کر چکا تو کوٹ کو سٹینڈ پہ لٹکاتے ہوئے ٹھٹکا۔

"سر یہ آپ کے کوٹ کی پاکٹ میں کچھ ہے، شاید کوئی تصویر ہے۔"

وہ ٹائی اتارتا ہوا چونک کر مڑا۔ "نکال کے دکھاؤ۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ملازم نے تصویر نکال کر اسکی طرف بڑھائی۔ملک نے ایک ہاتھ بڑھا کر تصویر تھامی۔اسکا ٹائی کی ناٹ کھولتا دوسرا ہاتھ رکا۔رنگت سفید ہوئی۔

ملازم نے پریشان ہو کر اسکی طرف دیکھا۔

"آپ ٹھیک ہیں سر۔؟"

وہ ٹھیک نہیں تھا۔اسکا دم گھٹ رہا تھا۔اسنے ٹائی کھینچ کر اتاری۔

"یہ کس نے رکھی؟فیروز کو بلاؤ فوراً۔"اسکا لہجہ اس قدر تیز تھا کہ ملازم فوراً دروازے سے باہر نکل گیا۔اس نے تصویر موڑ کے دیکھی۔تو اسکی پیشانی پہ قطرے نمودار ہوئے۔

"کیا ہوا ڈیڈ؟"وہ کمرے میں داخل ہوا۔اسنے ابھی تک کپڑے بھی نہیں بدلے تھے۔

ملک نے تصویر اسکے پیروں میں پھینکی۔

فیروز نے نا سمجھی سے اپنے قدموں میں پڑی تصویر کو دیکھا۔پھر جھک کر اسے اٹھایا۔

لکڑی کا گھر آگ میں جھلس رہا تھا۔اس نے تصویر موڑی۔وہاں تاریخ لکھی تھی۔

"یکم مارچ؟یکم مارچ کو کیا ہے؟"اس نے نا سمجھی سے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔

Clubb of Quality Content

"اسکے باپ کی برسی ہے۔" اس نے دانت پیستے ہوئے اپنی پیشانی کو چھوا۔ وہ ادھر ادھر پاگلوں کی طرح چکر کاٹ رہا تھا۔

"میری بات غور سے سنو فیروز۔۔۔" وہ رکا۔ "مجھے آج کی دعوت کی سی سی ٹی وی فوٹیج نکلوا کر دو۔ ابھی اور اسی وقت! اور آیاز سے رابطہ کرو۔ اس سے رابطہ نہیں ہوتا تو کل صبح اس کے اڈے پہ جاؤ اور ایک آخری کام۔۔۔" وہ قدم قدم چل کر اسکے قریب آیا جو کہ ابھی بھی زمین پہ گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔

"زاریہ کو بتادو کہ روحان کہاں ہے۔" فیروز کی گردن میں گلٹی ڈوب کر ابھری جو کہ اسکے باپ نے دیکھلی۔ وہ نیچے جھکا اور اپنے بیٹے کو گریبان سے پکڑ کر کھڑا کیا۔

"اگر کوئی غلطی ہوئی تو تم جانتے ہو ہمارا کیا ہوگا؟ تمہارے باپ کا کیا ہوگا؟ ہماری شاید کسی کو لاش بھی نہیں ملے گی۔" وہ چبا چبا کر ہر لفظ ادا کرتا اس کے اندر خوف انڈیل رہا تھا۔

"تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو زاریہ کو مرنا ہوگا۔"

فیروز نے سر ہلادیا۔ ملک نے اسکا گریبان چھوڑ دیا۔ پھر اسکے کندھے سے نادیدہ گرد جھاڑی اور اسکا کالر درست کیا۔

Clubb of Quality Content

"بریو بوائے۔" اسکا کندھا تھپکا۔ اسکے باپ کا یوں تھپکنا ہمیشہ شفقت سے خالی ہوتا تھا، ہمیشہ طمانچوں کے برابر ہوتا تھا۔

....

28 فروری کا دن کافی خوشگوار سا طلوع ہوا۔ زاریہ اپنے کمرے کی بالکونی کے جھولے پہ بیٹھی اپنا ناشتا کر رہی تھی۔ اسکا دل مطمئن تھا۔ بس ایک اور دن، پھر وہ اپنے بھائی سے مل لے گی۔ آج اسکے ناشتے کے برتن کافی عرصے بعد خالی واپس آئے تھے۔

وہ چائے کا گھونٹ بھرتی سامنے دیکھ رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا سے اس کے گیلے بال ہلکے ہلکے اڑ رہے تھے۔ وہ کسی سوچ کے تحت اٹھی اور کمرے میں آئی۔ چائے کا کپ ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھا اور دراز کھول کر وہ فولڈ کیا ہوا کاغذ نکالا۔ اسنے بیڈ پہ بیٹھتے ہوئے دوبارہ وہ تحریر پڑھی۔

اسکا کیا مطلب تھا؟ وہ سوچ ہی رہی تھی کہ باہر جھولے پہ پڑا اسکا موبائل بجنے لگا۔ وہ کاغذ ہاتھ میں پکڑے اٹھ کر باہر آئی اور موبائل اٹھا کر دیکھا۔ ان ناؤن نمبر سے کال آ رہی تھی۔ اس

نے کال کاٹ دی۔اسی نمبر سے فوراً دوبارہ کال موصول ہوئی۔اسنے ذرا بھنویں سکیڑ کر نمبر دیکھا۔وہ شناسا نہیں تھا۔اسنے کال پک کرلی۔

گیلے بال کان کے پیچھے اڑستے ہوئے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو زاریہ۔"دوسری طرف سے مردانہ آواز ابھری۔

"فیروز؟"

"ہاں میں،میری بات سننا زاریہ فون مت کاٹنا۔یہ روحان کے بارے میں ہے۔"

وہ فون رکھنے لگی تھی کہ روحان کے نام پہ رک گئی۔

دوسری طرف فیروز فون کان سے لگائے سٹیرنگ پہ ایک ہاتھ رکھے کسی سڑک کے کنارے اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا۔اس نے لمبی سانس خارج کی اور بولنا شروع کیا۔

"میں جانتا ہوں۔"اسکا لہجہ پست تھا۔"میں جانتا ہوں جو کچھ بھی میرے باپ نے کیا۔"

زاریہ نے لب بھینچے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اور انہوں نے بہت غلط کیا لیکن میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ تمہارے ڈیڈ کے قاتل نہیں ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ تم یہی سمجھتی ہو لیکن یہ سچ نہیں ہے۔"

"تم اگر اپنے باپ کی صفائیاں دے چکے تو میں فون کاٹ رہی ہوں۔" اس کا لہجہ تیز ہوا۔

"رکو! رکو! زاریہ فون مت کاٹنا میں نے تمہیں کچھ بتانے کے لیے فون کیا ہے۔ میرے ڈیڈ قاتل نہیں ہیں لیکن بہت سے غلط کام کرتے ہیں وہ میں مانتا ہوں۔ اور مجھے اس بات کا افسوس ہے۔ اسلیے میں نے تمہیں یہ بتانے کے لیے فون کیا ہے کہ روحان کہاں ہے۔" وہ لمحے بھر کے لیے رکا تو زاریہ کا سانس بھی رک گیا۔

"روحان کدھر ہے فیروز؟" اسکے گلے میں کچھ اٹکا تھا، زبان لڑکھڑا گئی تھی۔ فیروز نے اسکے یوں آس اور امید سے پوچھنے پر اپنی آنکھیں میچیں۔ اسے تکلیف ہوئی تھی۔

"وہ۔۔۔" اس نے اپنی آنکھیں مسلیں۔ "وہ مری میں ہے۔ تمہارے ڈیڈ کا وہ جو فارم ہاؤس تھا۔ ڈیڈ نے اسے ادھر ہی رکھا ہوا ہے۔ ڈیڈ ایک ڈیل رکھنے والے تھے تمہارے سامنے کہ تم ان کی بھیجی ہوئی فائل سائن کر کے ادھر مری لے کر آؤ اور وہ روحان تمہیں دے دیں لیکن

میں ایسا کچھ نہیں چاہتا، میں چاہتا ہو کہ اب تمہیں تمہارا بھائی مل جائے۔ میں اپنے باپ کے گناہ تھوڑے سے کم کرنا چاہتا ہوں۔"

زاریہ نے بے اختیار کاغذ کی طرف دیکھا۔

(مجھے گھیر لیا جنگل اور اسکے گھنے درختوں نے۔) ایک آنسو اس کی آنکھ سے ٹوٹ کر نیچے گال پہ پھسلتا گیا۔ دوسری طرف فیروز کچھ کہہ رہا تھا۔ لیکن اسکی سماعتیں ذہن تک نہ پہنچ پائیں۔

"تمہیں وہاں جانا چاہیے سلطان وہیں جاتا تھا۔"

(شفاف لہروں نے مجھ سے کہا کہ میں دیکھوں عکس اپنا۔)

"میں نے خود اسے ڈیزائن کیا تھا فورسٹ تھیم پہ، مصنوعی جھیل۔"

"زاریہ؟ زاریہ تم مجھے سن رہی ہو نہ؟"

اسکے یوں پکارنے پہ وہ چونکی۔ "ہم۔۔ہاں میں سن رہی ہوں۔" اسنے کاغذ پکڑے ہوئے ہاتھ کے پشت سے اپنا آنسو رگڑا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زاریہ کسی کو بتانا مت۔نہ دایان کو اور نہ ہی حمزہ کو۔یہ بات میرے اور تمہارے بیچ رہنی چاہیے۔میں ادھر موجود گارڈز کو ہٹوا دوں گا۔میرے ڈیڈ کو کسی صورت نہیں پتا لگنا چاہیئے ۔ورنہ ہو سکتا ہے وہ روحان کو کوئی نقصان پہنچا دیں۔"

ایک لمحے کو زاریہ کا دل کیا کہ وہ اسکا شکریہ ادا کرے لیکن پھر اسے یاد آیا کہ وہ یہ سب اسے پہلے بھی بتا سکتا تھا تو اسنے ارادہ ترک کر دیا۔

"تمہیں اور کچھ کہنا ہے؟"

"نہیں۔"وہ ہلکی آواز میں بولا اور ساتھ ہی زاریہ نے فون کاٹ دیا۔

اسنے لمبی سانس لی۔زاریہ کو بستر پہ لیٹے روحان کی ایک وڈیو بھیجی۔یہ ثبوت تھا کہ وہ ادھر ہی ہے۔اس نے ایک اور نمبر ملا کر فون کان سے لگایا۔دوسری طرف فون کنیکٹ ہوا۔

"وہ آرہی ہے۔"

"آنے دو۔"اور بس فون کاٹ دیا گیا۔اسنے فون ڈیش بورڈ پہ پھینکا۔اور گاڑی کا شیشہ نیچے کر کے تازہ ہوا کو اندر آنے دیا۔اسکا اندر باہر کرب میں ڈوبا ہوا تھا۔

"تم خود کو اور مجھے اس تکلیف سے بچا سکتی تھی۔ تم حالات کو بدل سکتی تھی، مگر تم نے نہیں بدلا، تم نے خود کو موت کے منہ میں جھونک دیا اور مجھے اپنے پیچھے مرنے کے لیے چھوڑ دیا۔" اسنے گاڑی سٹارٹ کی۔ اسے آیاز کے پاس جانا تھا۔

دوسری طرف زاریہ اپنا کوٹ پہنتے ہوئے کمرے سے نکلی۔ کوثر آپا اسے یوں جلدی میں جاتا دیکھ کر پریشان ہوئیں۔

"میں شاید آج گھر جلدی واپس نہ آؤں پریشان مت ہوییۓ گا۔" وہ ان کو تسلی دینے کے لیے مسکرائی۔ پرس کندھے پہ ڈالتی وہ سیڑھیاں اترنے لگی۔

چند منٹوں کے بعد اسکی گاڑی پیٹرول پمپ پہ کھڑی تھی۔ وہ ٹینکی فل کروانے آئی تھی۔ اس نے فون پہ دائم کا نمبر ملایا۔ وہ بے وقوف نہیں تھی کہ کسی کو بتائے بنا جاتی۔

وہ کاغذ اور ملک کی باتوں سے اندازہ لگا سکتی تھی کہ وہ اسے ادھر بلانا چاہتے ہیں۔ اسکے دل میں ایک خدشہ سا تھا۔ اگر روحان ادھر نہ ہوا تو؟ لیکن فیروز اپنے باپ کو دھوکا دے کر یوں جھوٹ کیوں بولے گا۔ اگر وہ ادھر ہوا تو؟ نجانے وہ کس حال میں ہو گا؟

دائم نے فون نہیں اٹھایا تو اس نے کچھ سوچ کر دایان کو کال ملائی جو کہ دوسری بیل پہ اٹھالی گئی۔

"کسی اور پر بھی کیس کروانا ہے؟" وہ نرم لہجے میں بولا۔

"نہیں، میں نے ایک بات کرنی ہے۔"

"کہو۔"

"میں آج مری جا رہی ہوں ایک ضروری کام سے۔" اسنے روحان کے بارے میں نہیں بتایا۔ وہ اسے روک دیتا۔ صرف احتیاط کے لیے اسے اطلاع دے رہی تھی۔" بابا کے فارم ہاؤس میں کچھ قیمتی سامان ہے وہی لینے جانا ہے۔"

"آج؟"

"ہاں میں راستے میں ہوں لیکن۔۔۔"

"لیکن کیا؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر میں کل تک واپس نہ آئی تو سمجھ لینا کہ کچھ غلط ہوا ہے۔" وہ گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بولی۔ ریورس کر کے سڑک پہ گاڑی اتاری۔

دایان کرسی کی ٹیک چھوڑ کہ اک دم آگے کو ہوا۔ "ایسا کیو کہہ رہی ہو۔ کیا تمہیں کوئی خطرہ ہے؟"

"نہیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ میں احتیاطاً کہہ رہی تھی۔"

"اگر تمہیں کوئی، شکل ہوئی تو میں تمہارے پیچھے آؤنگا۔" اس کے انداز میں تسلی تھی۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا کہ تم میرے پیچھے آؤ۔"

"میں جانتا ہو کہ تم نے یہ نہیں کہا۔ یہ تو میں کہہ رہا ہوں۔"

"اچھا میں ڈرائیو کر رہی ہوں، پھر بات کروں گی۔ خداحافظ۔"

"خداحافظ۔"

....

دائم اور حمزہ ایک ساتھ ایک گلی میں کھڑے تھے۔

"یوں دن دھاڑے کسی کو پکڑ کے دھمکانے کا آئیڈیا اچھا نہیں ہے۔ ہمیں رات کو آنا چاہیے تھا۔" حمزہ سامنے ایک گھر کے دروازے پہ نظر رکھتے ہوئے بولا۔

"ہم رات کو کیوں آتے، ہم کوئی گنڈے تھوڑی ہیں۔" دائم بھی ادھر ہی دیکھ رہا تھا۔

"غنڈے۔" اسنے تصحیح کی۔

"وہ میری اردو تھوڑی کمزور ہے۔" اس نے سر کھجایا۔

"تمہارا دماغ زیادہ کمزور ہے۔"

سامنے دروازہ کھول کر ایک لڑکا کندھے پہ بیگ ک سٹریپ ڈالتے ہوئے نکلا۔ اور اسی گلی میں مڑا جہاں وہ دونوں کھڑے تھے۔

وہ ان دونوں کے پاس سے گزرا۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ادھر بات تو سنیں زبیر صاحب۔" دائم نے آگے بڑھ کر اسکے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔ وہ چونک کر ان دونوں کو دیکھتا پیچھے ہٹا۔

"کون ہو تم؟ ہاتھ مت لگاؤ۔" اسنے دائم کا ہاتھ جھٹکا۔

اس نے مسکرا کر حمزہ کو دیکھا۔

"ہاتھ نہیں لگوانا چاہ رہا تو ٹانگ مار دو۔" اسنے سادگی سے کندھے اچکاتے ہوئے مشورہ دیا۔

دائم نے واپس اس کی طرف دیکھا جو ہونق بنا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اسکا گریبان پکڑ کے دیوار کے ساتھ لگایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دیکھو مجھے جانے دو، میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔"

"وہ تو مجھے نظر آرہا ہے۔" دائم نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

"پھر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" وہ حواس باختہ سا بولا۔

"میری بہن کو تنگ کرتا ہے نکما کہیں کا۔"

"کمینا۔" حمزہ نے پھر اسکو درست کیا۔

"ہاں وہی، مہرین کو کیوں تنگ کر رہے ہو۔"

"مہرین تمہاری بہن ہے؟" وہ لڑکا حیرانی سے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ انگریز نہیں لگتی تھی۔ اور نہ ہی اسنے کبھی بتایا کہ اسکا ایک بھائی ہے۔

"ہاں کوئی مسئلہ؟" اسنے اسے زرا زور سے دبوچا۔

"نہیں نہیں مجھے کیا مسئلہ ہو گا۔" اس نے حمزہ کی طرف دیکھا۔ "وہ تمہاری کیا لگتی ہے؟"

"مجھے وہ تھوڑی بری لگتی ہے اور کچھ نہیں۔ خیر تم بتاؤ اسکی کتاب کیوں خراب کی؟ شرم نہیں آئی؟"

"اسکے چہرے سے لگتا ہے کہ اسے شرم آتی ہے؟" دائم نے غصے سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھیں مجھے شرم آتی ہے۔ میں شرمندہ ہوں معافی مانگتا ہوں۔"

"معافی سے کوئی کام نہیں ہوتا زبیر۔" حمزہ نے جیب میں ہاتھ ڈالے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"ہاں، ہم تمہیں ماریں گے۔" اسنے کالر کو جھٹکا دیتے ہوئے اسے انفارم کیا۔ لڑکے کے اوسان مزید خطا ہوئے۔

"میں نہیں ماروں گا۔ میں صرف زبان استعمال کرتا ہوں اب مجھے بتاؤں کتنی کاپیاں چھاپ چکے ہو۔"

"د د د۔۔ دو سو۔"

"دو سو؟" دائم نے آنکھیں کھول کر پوچھا۔

"ٹو ہنڈرڈ۔" حمزہ نے ترجمہ کیا۔

"پتہ ہے، تم نے اس کی جلی ہوئی سہیلی کے کہنے پہ اسکی کتاب خراب کر کے دو سو کاپیاں پبلش کر دیں؟ کیسا آدمی ہے حمزہ؟۔" اسنے ایک مکا اسکے منہ پہ رسید کیا۔

حمزہ نے اسے گھورا۔ یوں نام نہیں لینا چاہیے تھا۔

"بھلکڑ انسان میرا نام فیروز ہے۔" آنکھوں سے باور کروایا۔

"اور میرا نام ملک ہے یاد رکھنا۔" دائم نے لڑکے کو آنکھیں دکھائیں تو اسنے فوراً سر ہلا دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اب تم وہ کاپیاں ضائع کرو گے، کیا کرو گے؟"

"ضائع۔" لڑکے نے کسی طوطے کی طرح دہرایا۔

حمزہ تھوڑا سا مزید آگے آیا۔ "اب میری آخری بات سنو زبیر۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہیں دھوکا دہی، فراڈ، ہراسمنٹ اور دوراہ چلتے پیارے سے لڑکوں کو تشدد کا نشانہ بنانے پر اندر کروا دیا جائے گا۔ ٹھیک ہے؟"

"مم۔۔۔ میں ٹھیک کر دوں گا سب۔"

"جلدی! آئی سمجھ؟" دائم نے جھٹکا دے کر اسکا گریبان چھوڑا۔

"چلو یہاں سے۔" حمزہ نے گلی میں مڑتے ہوئے دائم کو کالر سے پکڑا۔

"اتنی بھی کیا جلدی ہے تمہیں؟ چلو چل کے کہیں سے ناشتا کرتے ہیں۔"

"مجھے کورٹ جانا ہے جناب۔" اسنے یاد دلایا۔

"ناشتے کے بعد چلے جانا۔" وہ اسے اپنے ساتھ زبردستی گھسیٹتا ایک لوکل ریسٹورانٹ میں لے گیا۔

Clubb of Quality Content

شام کے چھے بج رہے تھے جب حمزہ اور دایان ایک ساتھ کورٹ روم سے باہر نکلے۔

"آرہے ہو بارہ بجے۔"

"ہاں شو دیکھنے آؤ نگا۔" وہ مسکرایا۔

"چلو پھر ملتے ہیں بعد میں۔" دایان نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔" اس نے اسکا ہاتھ تھاما۔

دایان جا چکا تو وہ اپنا بیگ لینے کے لیے راہداری میں مڑا ہی تھا کہ اچانک فیروز نے اسکا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"یہ کیا بدتمیزی ہے!" وہ غصے سے اسے دیکھتا ہوا بولا۔

"میری بات سنو حمزہ۔" اسکا تنفس پھولا ہوا تھا، حلق خشک ہو چکا تھا۔ اس نے اپنے خشک لبوں پہ زبان پھیری۔ وہ ایک فیصلہ کر کے آیا تھا۔ وہ واقعی اپنے باپ کو دھوکا دینے آیا تھا۔

"زاریہ کی جان خطرے میں ہے۔"

حمزہ نے اپنا بازو ایک جھٹکے سے چھڑایا۔

"وہ مری گئی ہے روحان کو لینے، لیکن روحان۔۔۔۔"اور آگے جو سیسہ فیروز نے منہ سے نکال کر اسکے کان میں پگھلایا اس نے حمزہ کی روح کھینچ لی۔ وہ سن ہو کے اسے دیکھنے لگا۔ اسکا رنگ سفید ہو گیا تھا گویا خون کی ایک بوند بھی نہ ہو۔

"اسے بچا لو، اس سے پہلے کے دیر ہو جائے۔" وہ یہ کہتا مڑ گیا۔

حمزہ پیچھے یوں ہی بت بنا اس کی پشت کو ہجوم میں غائب ہوتے ہوئے دیکھتا رہا۔

فیروز نے جاتے ہوئے اپنے ماتھے سے پسینے کے قطرے صاف کیے۔ اتنی ٹھنڈ میں بھی اسے پسینہ آ رہا تھا۔ اسکا فون بجا تو اسنے فوراً کانوں سے لگایا۔

"جی ڈیڈ زارا یہ پہنچ چکی ہے ادھر۔ نہیں دایان کا کچھ پتا نہیں چل رہا کہ وہ کیا کرنے والا ہے ۔۔۔۔۔ نہیں وہ اسکے پیچھے نہیں گیا۔ حمزہ بھی ادھر ہی ہے اور وہ دائم اپنے گھر میں ہے ۔ میں آیاز کے پاس جا ہی رہا ہوں۔" دوسری طرف سے آواز بلند ہوئی تو اسنے بے اختیار فون کان سے دور کیا۔ فون کٹ گیا تو وہ اپنی گاڑی میں آ بیٹھا۔

اسنے اپنی پیشانی سہلائی۔ آج کا دن اسکی زندگی کا سب سے برا دن تھا۔ اسنے کبھی زندگی میں خود کو اتنا تھکا ہوا محسوس نہیں کیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

دوسری طرف حمزہ ایک ٹیکسی میں بیٹھا تھا۔اس نے اپنا فون آن کیا۔اسکی بیٹری بہت کم تھی ۔اسے جلداز جلد کچھ کرنا تھا۔اسنے اپنے ایک دوست کو کال کر کے مری کی ٹکٹ بک کروانے کی کوشش کی لیکن آج کی فلائٹ پہلے ہی نکل چکی تھی۔دوسری فلائٹ بارہ بجے کے بعد کی تھی۔اسنے دایان کو کال ملائی اس کا فون دوسری کال پہ تھا۔اس نے دائم کو کال کی وہ فون نہیں اٹھا رہا تھا۔اس نے وٹس ایپ پہ دونوں کو میسیج کرنے کی کوشش کی۔

اسکا نیٹ پیکج ختم ہوا پڑا تھا۔اس کے وائس نوٹس ان دونوں تک نہ پہنچ سکے۔کیا بد قسمتی تھی۔

اسکا دل کیا کہ اپنا فون گاڑی سے باہر پھینک دے۔

"سنو بھائی۔"اس نے ڈرائیور کو مخاطب کیا۔"اسلام اباد کی ٹرین کی ٹائمنگ کیا ہو گی؟"

"وہ جی ایک صبح نکتی ہے ایک دوپہر کو اور اب تیسری رات دس بجے نکلے گی۔ساڑھے سات ہو چکے ہیں، تھوڑا ٹائم ہی رہتا ہے۔ریلوے سٹیشن چھوڑ دوں؟"

حمزہ نے نفی میں سر ہلایا۔وہ تین گھنٹے انتظار کرتا پھر پانچ گھنٹے سفر کرتا اور وہاں سے جا کر مری کا روٹ پکڑتا۔ایسے تو وہ دیر کر دیگا۔

"تم مجھے اسلام آباد لے جا سکتے ہو؟"کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"میں ؟میں توجی صرف لاہور میں ہی ٹیکسی چلاتا ہوں۔"

"میری بہن! اسکا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، وہ وہاں اکیلی ہے۔"اسنے اپنی آنکھ سے ایک آنسو گرایا۔"اسکا میرے علاوہ کوئی نہیں، ہسپتال رابطہ بھی نہیں ہو رہا۔ بہت بہت سنگین حادثہ ہوا ہے پتہ نہیں میں اسے زندہ دیکھ پاؤ گا یا نہیں۔"اس نے اپنا سر جھکا کر اپنی آنکھیں ڈھانپ لیں۔

ڈرائیور نے افسوس اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ تذبذب کا شکار تھا۔

"تمہاری کوئی بہن ہے ؟"حمزہ نے یوں ہی سر جھکائے بھیگی آواز میں پوچھا۔(اللہ تعالیٰ معاف کر دینا ایکٹینگ کرنے کے لیے انسانی جان بچانے کے لیے ضروری ہے)۔ دل ہی دل میں اپنی خفت مٹائی۔

"بہن کو اکیلے چھوڑا ہی کیوں اتنی دور ؟"اس نے بے چارگی سے سوال کیا۔ حمزہ نے ایک ہچکی بھری۔

"اچھا بھائی صبر کرو، حوصلہ رکھو، اتنے ہٹے کٹے جوان ہو کر ایسے رو رہے ہو۔ میں لے کر جاتا ہو بہن کے پاس۔ وہ میری بھی بہن ہے۔" ڈرائیور نے اسکے کندھے پہ تسلی دیتے ہوئے ہاتھ رکھا۔ حمزہ نے سر ہلاتے ہوئے اوپر دیکھا اور جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے۔ اسلام آباد پہنچ کر وہ اس فارم ہاؤس تک خود پہنچ جائے گا۔

....

ناولز کلب
Club for Quality Content

مری کے ایک خوبصورت ہل سٹیشین پہ بنے اس رلفریب فارم ہاؤس کے سامنے زاریہ نے گاڑی روکی۔ اسکا دل زوروں سے ڈھرک رہا تھا۔

اسکا پور پور تھکاوٹ سے دکھ رہا تھا۔ اسنے اتنی لمبی ڈرائیو آج سے پہلے کبھی نہیں کی تھی۔

راستے میں اسکا ٹائر الگ پھٹ گیا تھا۔ وہاں اسکا اتنا وقت ضائع ہوا تھا۔

وہ کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھولتی باہر نکلی۔

گہرے جامنی آسمان کے زیرِ سایہ وہ فارم ہاؤس اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔وہاں کوئی گارڈ نہیں تھا۔زاریہ نے ہاتھ بڑھا کر لوہے کا بنا گیٹ کھولا اس پہ تالہ نہیں لگا تھا۔اس نے آگے قدم رکھا۔

خوبصورت پتھریلی روش پہ چلتے اسنے ارد گرد نظر دوڑائی۔وہ وسیع رقبے پہ پھیلا فارم ہاؤس تھا۔روش کے ایک طرف جنگل نما درخت اور پودے تھے۔تو دوسری طرف ایک بہتی ہوئی مصنوعی جھیل۔پتھروں کے سائڈ پہ جا بجا چھوٹے لیمپس لگے تھے۔وہاں کا ماحول واقعی بہت پر فسوں تھا۔یہ پہلے اسکے دادا کا گھر ہوا کرتا تھا۔پھر یہاں فارم ہاوس تعمیر کر دیا گیا۔

وہ چلتی ہوئی اس خوبصورت عمارت کے قریب آئی۔لکڑی کا بڑا صدر گیٹ کھلا ہوا تھا۔باہر نیم اندھیرا تھا۔جب کہ اندر ہر طرح سے روشنی پھیلی ہوئی تھی۔وہ اندر داخل ہوئی۔سارا سامان،ساری ڈیکوریشن سب کچھ ویسے ہی تھا۔

وہ بڑے سے ہال کے وسط میں آئی۔س نے گردن گھما کہ ادھر ادھر دیکھا۔اسکے سر کے اوپر ایک بہت بڑا فانوس جھول رہا تھا۔ہال کے نارتھ سائڈ پر گول سیڑھیاں اوپر دوسری منزل پہ جاتی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ آگے بڑھی اور اسنے ایک کمرے کا دروازہ کھولا۔ وہ باری باری سارے کمرے کھول رہی تھی۔

نیچے کوئی نہیں تھا۔ بجلی زور سے گرجی اور یک دم بارش شروع ہوگئی۔ زاریہ تیزی سے اوپری منزل کی طرف آئی۔ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اسکے لانگ بوٹس کی آواز سارے میں گونج رہی تھی۔

وہ واشروم کے سنک پہ کھڑا تھا۔ اس کے بوٹس کی آواز پہ گردن ہلکی سی موڑ کے دروازے کو دیکھا۔

"وہ آگئی، وہ اپنے بھائی سے ملنے آئی ہے۔" اس نے سرگوشی کی۔ وہ کس سے بات کر رہا تھا کوئی نہیں جانتا تھا۔ اس نے گردن واپس آئینے کی طرف موڑی۔

"جادوئی آئینے مجھے وہ چہرا دکھاؤ جو بہت بدصورت ہے۔" اسنے اپنے چہرے سے کپڑا اتارا۔ اسکے چہرے کا بھیانک عکس آئینے میں نمودار ہوا۔ اسنے بلیڈ پکڑا اور اپنی بڑھی ہوئی شیو تراشنا شروع کی۔

"تم دنیا کہ بہترین رازدار ہو۔ تم بہترین حقیقت ہو۔" اسکی آواز برف سے زیادہ ٹھنڈی اور موت سے زیادہ سفاک تھی۔ بیک گراؤنڈ میں اسے زور زور سے دروازے کھلنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ آواز قریب آتی جارہی تھی۔

"جب اس پتہ چلے گا کہ اسکا معزور بھائی اب نہیں رہا تو وہ کیا کرے گی؟ کیا وہ روئے گی؟" اس نے اپنے عکس سے پوچھا۔

"ہاں یقیناً۔" بولتے ہوئے وہ مسلسل بلیڈ چلا رہا تھا کہ اسے ہلکا سا کٹ لگ گیا۔

"چچ خون! پھر خون آگیا نظروں کے سامنے۔ آف! میں کیا کروں؟ میں کیسے رکوں؟" وہ کسی دیوانے کی طرح آئینے سے باتیں کر رہا تھا۔

اس نے بلیڈ نیچے رکھا۔ نل کھولا اور بہتے پانی کے نیچے اپنے ہاتھوں کا پیالہ بنایا، پھر وہ پانی چہرے پہ اچھال دیا۔ ساتھ والا کمرہ کھلنے کی آواز آئی۔ اس نے سر اوپر اٹھایا۔ پانی کے قطرے اسکے چہرے سے ٹپک رہے تھے۔

"ایک، دو اور یہ تین۔" دروازہ زور سے کھلا لیکن ساتھ ہی لائٹ آف ہو گئی۔

Clubb of Quality Content

زاریہ دروازے میں ہی کھڑی تھی۔ جب ہر جگہ اندھیرا ہو گیا۔ اسکا دل پہلے ہی زور سے دھڑک رہا تھا۔ اب اندھیرے اور اس سناٹے میں اسے اپنی ڈھڑکن چیخوں کے برابر لگ رہی تھی۔

اس نے آنکھیں کھول کہ اندھیرے میں دیکھتے رہنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ وہ کندھے پہ لٹکتے ہوئے پرس سے موبائل نکالنے لگی۔ اس نے موبائل نکالا اور ٹارچ آن کی۔

اس نے ٹارچ سامنے کی طرف کی تو اسے چمکتے ہوئے کالے بٹن نظر آئے کالی ڈریس شرٹ۔

کوئی اسکے سامنے کھڑا تھا، بلکل سامنے۔

اسکی ڑیڑھ کی ہڈی میں ایک سرد لہر دوڑی۔ اسنے اپنی چیخ ضبط کی اور کانپتے ہاتھوں سے موبائل ہلکا سا اوپر کیا تاکہ وہ چہرا دیکھ سکے۔ اسے اس کی سفید گردن نظر آئی۔ بلکل سفید وہ سانس لے رہا تھا۔ اسکے بہت نزدیک، اور اب اس کی سانسیں بھاری ہو رہی تھیں۔

زاریہ کے ہاتھ منجمند ہوئے۔ خوف کی حد تھی جو وہ محسوس کر رہی تھی۔ اس نے ٹارچ زرا مزید اوپر کی لیکن سامنے والے نے ایک جست لگا کر اسکا موبائل دور پھینک دیا۔ زاریہ کے منہ سے دلخراش چیخ نکلی۔

اس نے اندھیرے میں بھاگنے کی کوشش کی۔وہ نجانے کس چیز سے ٹکرائی۔یا کوئی چیز اسے ماری گئی۔وہ ڈھرام سے زمین پہ گری۔اسنے اٹھنے کی کوشش کی مگر اسکا جسم اکڑ گیا۔اسے اپنے سر پہ ہلکی ہلکی نمی محسوس ہوئی۔

لائٹ واپس آگئی۔اسنے اپنی آنکھیں جھپکیں۔اس کا منظر دھندلا تھا۔اسنے پھر آنکھیں جھپکیں۔کالے بوٹس اسکے سر کے پاس آکر رکے۔اس نے ایک اور دفعہ آنکھیں بند کی۔ لیکن اس دفعہ وہ انہیں کھول نہیں پائی۔اسکا دماغ تاریکیوں میں ڈوب گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!
....

گیارہ بج کر پچاس منٹ ہو چکے تھے۔لیکن فیروز کا کچھ پتا نہیں تھا۔وہ ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔ملک ادھر ادھر مسلسل چکر کاٹ رہا تھا۔ساتھ کھڑا سیکریٹری اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

"اسکی گاڑی کا کوئی ٹریس نہیں ملا؟" اسنے رک کر ایک اور دفعہ پوچھا۔

"نہیں سر ان کی گاڑی کو ڈھونڈا جا رہا ہے لیکن۔" وہ خاموش ہو گیا۔ اسنے اسے آیاز کے پاس بھیجا تھا۔ اسے اب تک آ جانا چاہیے تھا۔

اسنے گھڑی کی طرف دیکھا، بارہ بج چکے تھے۔ اسکے کانوں میں ایک آواز پڑھی تو اسنے رک کر اپنے سیکریٹری کی طرف دیکھا۔ وہ بھی پولیس کا سائرن سن کر ایک دم بوکھلایا۔

"تو یہ ہونا تھا کیم مارچ کو۔" اسکی پیشانی پہ لکیریں ابھریں۔

"سر آپ کو خفیہ دروازہ استعمال کرنا چاہیے۔"

ملک فوراً اپنے آفس روم کی طرف بھاگا۔ اسکا سیکریٹری بھی ساتھ تھا۔ وہ آفس روم میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کیا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور سامنے والی الماری کی طرف آیا۔

اپنے سیکریٹری کے ساتھ مل کر الماری کو کھسکایا۔ پولیس کا سائرن اب بھی بج رہا تھا۔ شاید وہ گھر کے اندر بھی آ چکے تھے۔ الماری ہٹائی تو اسکے پیچھے ایک دروازہ نمودار ہوا۔ وہ دروازہ کھول کے آگے بڑھا۔ اور مڑ کے ایک نظر اپنے سیکریٹری کو دیکھا۔

"آپ جائیں سر میں سب سنبھال لوں گا۔"

ناولز کلب
Club of Quality Content

اس نے سر ہلایا اور وہ دروازے کے پیچھے گم ہو گیا۔ سیکریٹری جلدی سے آگے بڑھا اور الماری کو واپس اسکی جگہ پہ لایا۔ پھر چند ہلی ہوئی کتابیں درست کیں اور ہاتھ جھاڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلا۔

اسنے اپنے فون پہ نمبر ملا کر کان سے لگایا۔

"اسی جگہ آجاؤ جو میں نے تمہیں اس دن دکھائی تھی۔"

ملک سیڑھیاں اترتا نیچے جا رہا تھا۔ نیچے ایک بیسمنٹ تھی اور وہاں وہ ڈرگ مافیا کے ساتھ میٹنگ کیا کرتا تھا۔ اور پھر ادھر ہی ایک دروازہ تھا جو کہ گھر سے باہر جاتا تھا۔ وہ آخری سیڑھی اترا تو بیسمنٹ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔

اسنے سوئچ پہ ہاتھ مار کے لائٹ آن کی۔ اور ساتھ ہی وہ ٹھٹک گیا۔

"دایان دستگیر!" اسکے منہ سے بے اختیار نکلا۔ سامنے وہ اسکی کرسی پہ بیٹھا، سر پیچھے ٹکائے، پیر اسکے ٹیبل پہ رکھے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے کوٹ اتار رکھا تھا اور بازو اوپر چڑھا رکھے تھے۔ اسکے چہرے پہ برفیلے تاثرات حاوی تھے۔

"تم یہاں کیسے آئے؟ تمہیں اس بیسمنٹ کا کیسے پتہ چلا؟" وہ حواس باختگی کا شکار ہو رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"جیسے مجھے یہ پتہ چلا کہ تم میرے باپ دستگیر جہان کے قاتل ہو۔"

ساتھ ہی بیسمنٹ کا خارجی دروازہ کھلا۔اور پولیس کی بھاری نفری اندر داخل ہوئی۔

ملک کے کندھے شکست سے ڈھیلے ہوئے۔

دایان نے اپنے پیر ٹیبل سے نیچے اتارے اور ٹیک چھوڑ کر کھڑا ہوا۔دو پولیس اہلکار آگے بڑھے۔ایک نے اس کے بازوؤں کو پیچھے کیا اور دوسرا ہتھکڑی لگانے لگا۔اسنے اپنے بازو جھٹکے مگر ان کی گرفت زیادہ مضبوط تھی۔دایان اسکے سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اٹس اوور۔" اسنے چبا کر کہا۔

"نو اٹس ناٹ!!" وہ غرایا۔

"ملک صباحت تمہیں ڈرگ مافیا اور ہیومن سمگلنگ مافیا کے ساتھ تعاون کرنے پر، ایک انٹیلی جنس آفیسر اور اسکی بیوی کا قتل کرنے پر، ایک دوست اور اسکی بیوی کا قتل کرنے، دو بہن بھائیوں کی وراثت پر ناجائز قبضہ کرنے کے جرم میں گرفتار کیا جا چکا ہے، تم کس کس جرم کی سزا سے بچ پاؤ گے؟"

وہ خاموش کھڑا اسے گھورتا رہا۔دایان نے اسے دیکھ کر افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔پھر اہلکار کو اشارہ کیا کہ وہ اسے باہر لے آئے۔

اور خود بھی جانے کے لیے مڑ گیا۔

اہلکار نے اسے کندھے سے تھام کر آگے چلنے کا کہا تو اسنے اپنا بازو جھٹک دیا۔

"تم نے تصویر کا ایک حصہ مکمل کیا ہے دایان۔" وہ دھاڑا۔

دایان دروازے کے پاس چونک کر مڑا۔"تم نے صرف ایک رخ مکمل کیا ہے۔دوسرا رخ میں مکمل کروں گا! میں!! میں ملک صباحت ہوں۔میں اپنا بدلہ کبھی نہیں چھوڑتا۔اس گرفتاری کا بدلہ میں تم سے لے چکا ہوں۔میں ہارا نہیں ہوں۔" وہ مسکرایا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟"

وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"زاریہ؟ زاریہ کدھر ہے دایان؟" اور اسنے اندھیرے میں کھڑے دایان کے چہرے کو مزید تاریک ہوتے دیکھا۔اسکے اندر منوں سکون اتر گیا۔

(''میں مری جارہی ہوں ایک کام ہے مجھے۔اگر میں کل تک واپس نہ آئی تو سمجھ لینا کہ کچھ غلط ہوا ہے۔'')اسکے سر پہ کسی نے ہتھوڑا پھینکا۔

''اسے یہاں سے لے جاؤ۔''اسکی آواز اتنی ہلکی تھی کہ اسے خود بھی بمشکل سنائی دی۔وہ مزاحمت کرتا رہا اور اہلکار اسے تقریباً گھسیٹتے ہوئے پولیس موبائل تک لے گئے۔دایان دروازے سے باہر کھلے آسمان کے نیچے آیا تو چاند کی روشنی اسکے چہرے پہ پڑھی۔اسکا رنگ بلکل سفید ہو چکا تھا، برف کے جیسا سفید۔

''مسٹر دایان، سر دائم آغا سے رابطہ ہوا تھا ابھی۔۔۔۔''انسپکٹر فاخر اسے مخاطب کیے کچھ کہہ رہا تھا۔مگر اسے سمجھ نہیں آرہا تھا،اسے صرف اسکے ملتے ہوئے لب دیکھائی دے رہے تھے۔''کیا ہم اسے یہ اطلاع دے دیں؟ سر نے آپ سے پوچھنے کو کہا ہے؟''

''نہیں۔''وہ بس اتنا کہتا دوسری طرف چل پڑا۔اسطرف جہاں چاند کی روشنی نہیں تھی۔ بلکل اندھیرا تھا۔انسپکٹر فاخر اسے اندھیرے میں گم ہوتا دیکھ رہا تھا۔

''سر چلیں؟''اہلکار کے بولنے پہ وہ چونکا۔''ہاں چلو۔''

ناول کلب
Clubb of Quality Content

جاتے ہوئے ایک اور بار مڑ کے اس طرف دیکھا جہاں وہ گیا تھا۔اب اس طرف کوئی نہیں تھا

۔

....

اس نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں، منظر دھندلا تھا۔اسنے آنکھیں بند کیں پھر دوبارہ کھولیں، منظر تھوڑا سا مزید واضح ہوا۔اسنے ایک اور بار آنکھ جھپکائی۔

وہ نیچے والے ہال کے بیچ و بیچ کرسی سے بندھی تھی۔اسکے منہ پہ کوئی کپڑا نہیں تھا،اسکے سر پہ لٹکتا فانوس اپنے پورے جوبن پہ چمک رہا تھا۔

اسکے سر سے خون رس رہا تھا۔اسکے بال اسکے ماتھے اور گردن پہ چپکے ہوئے تھے، سر سے نکلتے خون کی وجہ سے۔کسی کے جوتوں کی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔لیکن وہ اسے نظر نہیں آیا۔

Clubb of Quality Content

قدموں کی آواز یقیناً دوسرے فلور سے آ رہی تھی۔ کوئی سیڑھیوں کی طرف آ رہا تھا۔

وہ قدم قدم چلتا سیڑھیوں کے دھانے پہ آ کھڑا ہوا۔

اسکے چمکدار بوٹس پہ فونوس کی روشنی کا عکس پڑھ رہا تھا۔ اس نے ڈریس پینٹ کے اوپر کالے رنگ کی شرٹ پہن رکھی تھی۔ کہنیوں تک فولڈ آستینوں سے اسکے دبلے پتلے بازو جھلک رہے تھے۔

کالے بال جیل سے پیچھے کو سیٹ کیے، شیو تراش کر اسنے اپنا حلیہ بہتر کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر کچھ تھا جو اسکی موجودگی، اسکے وجود کو ناگوار بنا رہا تھا۔ وہ پہلی سیڑھی اترا تو اسکے بوٹس کی آواز گونجی۔ زاریہ نے فوراً سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

اسکی آنکھیں جھپکنا بند ہو گئیں، اسکا سانس بھی بند ہو گیا۔ وہ برف کا مجسمہ بن گئی۔

"روحان!" آواز حلق سے نہیں نکلی۔

اس نے سیڑھیاں اترتے ہوئے اپنے بازو پھیلائے۔ "خوش آمدید پیاری بہنا!" وہ مسکرایا۔ وہ سیڑھیاں اتر کر اسکے سامنے آیا۔ زاریہ نے ایک بار بھی پلک نہیں جھپکائی تھی۔ کیا وہ کوئی خواب دیکھ رہی تھی، یا یہ اس کے سر پہ لگنے والی چوٹ کا اثر تھا؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ سب حقیقت ہے زاریہ۔" اس نے اسکا گال نرمی سے چھوا۔اسکا لمس ٹھنڈا تھا،انتہائی ٹھنڈا۔

"تم اچانک آگئی،بتادیتی تو میں تمہارے سر پہ یوں وار نہ کرتا۔" اس نے زاریہ کے ماتھے کے زخم کو ہلکا سا چھوا۔اس کے پوروں پہ ہلکا سا خون لگ گیا۔

وہ بول رہا تھا،وہ چل رہا تھا،وہ اسے پہچانتا تھا،زاریہ اسے دیکھے گئی۔اسکی زبان شاید اسکے منہ میں نہیں تھی۔اسکا دماغ شاید کام کرنا چھوڑ گیا تھا۔

روحان اپنے گھٹنے پہ ہاتھ رکھے ہلکا سا جھکا۔اور زاریہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالی۔وہ سانس نہیں لے رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"اتنا گہرا زخم تو نہیں دیا میں نے کہ تم یوں بے جان ہو جاؤ۔"

"روحان!" آواز میں کپکپاہٹ تھی۔بے یقینی تھی۔آنکھوں سے آبشار جاری ہو گیا۔اسکا بھائی اسکے سامنے تھا،اسکی آنکھیں اسے دیکھ رہی تھیں۔وہ اسکے ہاتھ کھول کیوں نہیں رہا تھا؟

"ویسے ایک مزے کی بات بتاؤ،تمہارا دیا ہوا زخم بھی اتنا گہرا نہیں تھا کہ میں معزور ہو جاتا۔" وہ طنزیہ مسکراتے ہوئے سیدھا ہوا۔زاریہ کے آنسو یک دم رکے۔وہ یہ کیا کہہ رہا تھا؟

"تمہیں پتاہے زاریہ۔۔۔"وہ اسکے سامنے زمین پہ چوکڑی مار کے بیٹھ گیا۔اور سر اٹھا کر اس سے بولنے لگا۔"انسان پر سب سے بڑا بوجھ کیا ہے؟"

اسے خاموش اپنی طرف دیکھتا ہوا پا کر اسنے نفی میں سر ہلایا۔"نہیں تمہیں نہیں پتا۔میں بتاتا ہوں۔"وہ آگے کو ہوا۔"انسان پر سب سے بڑا بوجھ اسکی زندگی ہے!اور میں چونکہ ایک ذمہ دار بیٹا تھا تو میرا اولین فرض ماں باپ کا سب سے بڑا بوجھ ختم کرنا تھا۔"

"میں۔۔۔مم مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیئے تھا،تم ایسا مت کہو،میں غم میں تھی مجھ۔۔۔مجھے دکھ تھا۔اسلیے میں تم سے کہا کہ تم ان کی موت کے ذمہ دار ہو۔مجھے معاف کردو۔"وہ روتے ہوئے بولی۔

روحان نے ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔زاریہ نے اسکے چہرے کی طرف دیکھا۔اسکی ہنسی بھیانک تھی۔اسکا چہرا بدصورت تھا۔

"میں خودکشی کرنے والا تھا اس رات۔۔۔۔"وہ اوپر فانوس کو دیکھتے ہوئے بولا۔لیکن اسکا ذہن پیچھے تیر رہا تھا۔تقریبا ایک سال پیچھے۔

عزمانے اسکے کمرے کا دروازہ دھڑام سے کھولا۔انکا چہرا لال تھا۔وہ پریشان تھیں شاید۔

روحان اپنے ٹیبل پہ بیٹھا تھا۔ماں کو یوں آتا دیکھ کر پریشانی سے کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا مما؟"

"کیا کر رہے تھے تم؟"انکا لہجہ ذرا تیز تھا۔وہ اسکے ٹیبل پہ آئیں۔کھلے ہوئے لیپ ٹاپ پہ جھکیں۔اور ساتھ پڑھے کاغذات کو دیکھا۔غصے سے انکے لب بھنچ گئے۔

"جانتے ہو آج اینول ڈنر پہ کون گیا ہے تمہارے بابا کے ساتھ؟"

"زاریہ۔"اسنے نا سمجھی سے انکے سوال کا جواب دیا۔

"ہاں زاریہ! سمجھے ہو اس بات کا مطلب؟آج وہ اینول ڈنر پہ ساتھ گئی ہے کل وہ اینول ڈنر منعقد کرے گی اور تم! تم یہ فضول کاغذ پہ لکیریں کھینچتے رہنا۔"انہوں نے وہ کاغذوں کا پلندہ اسکے منہ پہ مارا۔کاغذ اسکے قدموں میں بکھر گئے۔

روحان نے اپنا سر نہیں اٹھایا۔اسے یوں پہلی بار نہیں ٹوکا گیا تھا۔پہلی بار یو بے عزت نہیں کیا گیا تھا۔

"ایڈیٹ!"انہوں نے اسکی لیپٹاپ سکرین زور سے بند کی۔

"یہ کوئی کام ہے روحان؟"

اسنے آہستگی سے اپنا سر اٹھایا۔

"میں اور کیا کروں مما؟ یہ میرا شوق ہے۔"

"کچھ بھی کرو مجھے نہیں پتا۔ بس اپنا ٹائم ضائع کرنا بند کرو۔" وہ کمرے سے جانے لگیں۔

"یہ فضول الفاظ گھسیٹنے سے بہتر تھا کہ تم۔" انہوں نے دروازہ اپنے پیچھے بند کر دیا۔

روحان اپنے آنسوں رگڑتا دروازے کی طرف بڑھا۔

"اس سے بہتر کیا تھا مماہاں؟" وہ دروازہ کھول کہ کھڑا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تم کوئی ڈرگ ڈیلر ہوتے۔" انہوں نے اپنا سر جھٹکا اور سیڑھیاں اترنے لگیں۔

وہ چند لمحے یوں ہی دروازے میں کھڑا رہا۔ پھر آہستگی سے مڑا۔ دروازے کو لاک لگایا۔ اپنے بکھرے ہوئے کاغذ سمیٹے، بند کیا ہو لیپ ٹاپ اٹھایا۔ دونوں کو ٹیبل کے پاس پڑے جالیدار بن میں پھینکا۔

پھر دراز کھولا۔ ٹیبلٹس کا پیکٹ نکالا۔ یہ کوئی ساتویں دفعہ تھا کہ وہ یوں گولیاں نکال رہا تھا۔ لیکن پھر وہی ایک رکاوٹ۔ دروازے پہ دستک ہوئی۔

"روحان!" دروازے پہ زاریہ تھی۔ ہر بار وہی آتی تھی۔ جب جب وہ یہ گولیاں نکالتا تھا تب تب آتی تھی۔ اسنے وہ پیکٹ واپس دراز میں پھینکا اور دروازہ کھولا۔

وہ اسکے کمرے میں داخل ہو گئی۔

"کیسا رہا اینول ڈنر؟" اسنے جلدی سے اپنی آنکھیں صاف کیں۔

"کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں بس وہ سکرین ٹائم زیادہ ہو گیا شاید۔"

"اچھا اسی لیے غصے میں انکوبن میں پھینک دیا۔" زاریہ اب اسکے کاغذ اور لیپ ٹاپ نکال رہی تھی۔

"رہنے دو زاریہ۔"

"کیسے رہنے دوں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سارا کام خراب ہو گیا۔ میں پیپرز کی ارینجمنٹ بھول گیا ہوں۔"

"میں سیٹ کر دیتی ہوں تمہارے لیے۔" وہ جلدی سے دونوں چیزیں لے کر باہر چلی گئی۔

روحان نے اسے نہیں روکا۔ بس اپنے بستر پہ الٹا لیٹ گیا۔ آج کے بعد وہ نہیں لکھے گا، وہ بس وہی کام کرے گا جو لڑکے کرتے ہیں۔ صرف ایڈونچرز۔

کچھ ماہ بعد وہ اپنے کمرے میں ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔ اسکے باپ کو سب پتا لگ گیا۔

کیسے، کس نے بتایا؟ اسنے اپنے بال پکڑ کر کھینچے۔ اسکا تنفس بھاری ہو رہا تھا۔

وہ تو صرف ایڈونچر چاہتا تھا۔ لیکن۔۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اس نے تیزی سے اپنے بستر کی طرف قدم اٹھائے۔ سائڈ ٹیبل کھولا۔ وہاں چند پتے پڑے تھے۔ اسنے باری باری ہر گولی کو اپنے ہاتھ میں نکالا۔ وہ انہیں پھانکنے ہی لگا تھا کہ دروازے پہ دستک ہوئی۔

"روحان۔" اسنے کوفت سے دروازے کی طرف دیکھا۔

"کیا ہے زاریہ؟"

"دروازہ کھولو۔"

"میں جینج کر رہا ہوں۔"

"مما انتظار کر رہی ہیں تمہارا۔"

"اچھا آتا ہوں۔" وہ چلی گئی تو وہ فوراً اپنی مٹھی منہ کے قریب لے گیا لیکن پھر اسکا ہاتھ رک گیا۔

"مما انتظار کر رہی ہیں تمہارا۔" اس نے سر نفی میں ہلایا۔ وہ بستر سے اٹھا اور کونے میں پڑی باسکٹ پہ مٹھی الٹا دی۔ چند لمحے باسکٹ میں پڑی گولیوں کو دیکھتے رہنے کے بعد وہ کمرے کا دروازہ کھول کر باہر آگیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلے دن وہ سو کر اٹھا۔ منہ ہاتھ دھو کر نیچے ڈائننگ ہال میں آیا۔ زاریہ اپنا بلیک کوٹ پہنے کورٹ کے لیے تیار ناشتہ کر رہی تھی۔ اسے آتا دیکھ کر مسکرائی۔ وہ اپنے گلے میں پہنا لاکٹ جھٹکتا بغیر مسکرائے کرسی کھینچ کر بیٹھا۔

عزما ہمیشہ کی طرح سادگی سے تیار کچن سے باہر نکلیں۔

"بابا تمہیں آفس بلا رہے تھے روحان۔" اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے اطلاع دی۔ وہ نجانے کن خوش فہمیوں میں تھیں کہ سلطان اسے شاید اپنے کاموں میں انولو کرنے لگ گئے ہیں۔

"جوس پیو گے؟" انہوں نے جگ سے اسکے گلاس میں جوس ڈالا۔ پھر اٹھا کر اسکے چہرے کے قریب کیا۔ جیسے وہ کوئی چھوٹا بچہ ہو۔ اس نے بے دلی سے اپنا چہرا پیچھے کیا۔

"اچھا ایک سپ، تھوڑا سا۔ چند گھونٹ ہی لے لو پھر کافی پی لینا۔" زاریہ نے منہ میں آملیٹ کا ٹکڑا رکھتے ہوئے ان دونوں کو مسکرا کر دیکھا۔ یہ منظر روٹین سے دیکھنے کو ملتا تھا۔

"دیکھو تم نے آفس جانا ہے۔ تمہارے بابا بھی فریش جوس پی کر جاتے ہیں۔"

"بابا مجھے کام کے لیے نہیں بلاتے مما۔ یہ جوس پیچھے کریں۔" وہ ذرا سختی سے بولا۔ عزما نے ایک لمبی سانس لے کر جوس ٹیبل پہ رکھ دیا۔

"کوثر! روحان کی کافی لے کر آؤ۔" وہ اسکے بال ٹھیک کرتے ہوئے بولیں۔

"سلطان کام کے لیے نہیں بلاتے تو پھر کس لیے بلاتے ہیں؟" وہ اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے نرمی سے پوچھ رہی تھیں۔

"بابا چاہتے ہیں کے یہ اپنے دوست بدلے اور اپنی پڑھائی کنٹینیو کرے۔"زاریہ نے نیپکین سے لب تھپتپاتے ہوئے بتایا۔ان دونوں نے ایک ساتھ عجیب نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔"ایسا مجھے بابا نے بتایا تھا۔"

"تم نے ان سے پوچھا ہوگا؟"روحان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ہاں میں نے ان سے پوچھا تھا۔تم بابا کی بات مان لو وہ تمہارے فائدے کے۔۔۔"

"تم نے میرے بارے میں بات کیوں کی ہاں؟"اس نے غصے سے ٹیبل پہ مکہ مارا۔اسکا چہرا لال ہو رہا تھا۔

"زاریہ بھائی کے معاملات میں دخل مت دیا کرو۔کتنی بار کہا ہے۔"عزما کو اسکی یہ عادت سخت ناپسند تھی۔زاریہ نے حیرانی سے ان کی طرف دیکھا۔

"یہ میرا بھائی ہے اور اسکی وجہ سے پریشان ہونے والے میرے بابا ہیں مما۔"

روحان زور سے اپنی کرسی پیچھے دھکیل کہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"روحان!ادھر آؤ بیٹا۔"عزما نے اسے پیچھے سے پکارا۔مگر وہ بڑبڑاتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا۔وہ جانتا تھا نیچے گل خان اسکا انتظار کر رہا تھا۔اسے آفس جانا پڑنا تھا۔

"تم سمجھتی کیوں نہیں ہو زاریہ؟"عزمانے افسوس سے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مما آپ کو اسے سمجھانا چاہئے، ہم دونوں ایک ہی عمر کے ہیں۔ میں نے اپنی پڑھائی مکمل کر کے اپنا کیریئر سیٹ کر لیا ہے اور اسنے ابھی تک پڑھائی بھی مکمل نہیں کی۔ اچھا خاصا تو چل رہا تھا بی ایس انگلش پھر؟"

"اس کی چوائس ہے زاریہ۔ اسے پڑھائی مکمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی کیریئر بنانے کی۔ وہ تمہارے بابا کا بزنس سنبھالے گا۔"

زاریہ نے انہیں دیکھتے ہوئے افسوس سے سر نفی میں ہلایا۔"بغیر کسی ہنر اور تجربے کے؟ میں اسے بابا کی محنت ضائع نہیں کرنے دوں گی۔ اور آپ اسکا پوٹینشیل بھی ضائع مت کریں۔ وہ رائٹر بننا چاہتا تھا۔"

عزمانے غصے سے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اسے روکا۔

"چاہے آپ مجھے اسکا دشمن ہی سمجھتی رہیں۔"وہ اپنا پرس اور موبائل پکڑتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم اپنے بھائی سے حسد کرتی ہو؟"

زاریہ کے قدم زنجیر ہوئے۔وہ سوال نہیں تھا وہ ایک تجزیہ تھا جو بچپن سے اس کے ساتھ جوڑ دیا گیا تھا۔اسکی اپنی ماں سے کم ہی بنتی تھی۔اور وجہ یہی تھی۔وہ اسے روحان کی راہ اور خوشیوں میں،اس کے اور اسکے بابا کے درمیان سب سے بڑی دیوار سمجھتی تھیں۔وہ بیٹے کے لیے بیٹی سے انسکیور ہوتی تھیں۔زاریہ نے کچھ نہیں کہا بس مڑ کہ ایک خاموش نگاہ ان پر ڈالی اور پھر باہر نکل گئی۔

وہ سلطان کے آفس میں کھڑا تھا۔اسکا دایاں گال سرخ ہو رہا تھا۔مٹھیاں اور جبڑا بھنچا ہوا تھا۔سلطان سامنے شیشے کی دیوار کی طرف منہ کیے کھڑے تھے۔انہوں نے ایک نظر اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا۔انہوں نے پہلی بار اپنی اولاد پہ ہاتھ اٹھایا تھا۔

"میں نے ڈرگ مافیا والی معاملے میں کوئی سخت ایکشن نہیں لیا۔شاید اسی کا صلہ دیا تم نے۔"
ان کی آواز میں شکستگی تھی۔

نادر کلب
Clubb of Quality Content

"تم انسانی اعضاء کی سمگلنگ میں بھی حصے دار ہو یہ بھول گئے کے تم بھی ایک انسان ہو۔میں تمہارے گردے اور پھیپھڑے نکلوا کر تمہیں مرنے کے لیے چھوڑ دوں تو کیسا لگے گا۔ہاں میں۔۔۔"انہوں نے لمبی سانس لے کر خود کو کچھ سخت کہنے سے روکا۔

وہ مڑے اور اپنی کرسی کی طرف واپس آئے۔وہ خاموش اور سخت نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"یہ کام دو طرح کے لوگ ہی کرتے ہیں۔ایک تو وہ جنہیں امیر ہونے کی جلدی ہو دوسرے وہ جنہیں غرور نے اندھا کر دیا ہو۔اور وہ صرف طاقت اور تعلقات بڑھانا چاہتے ہوں۔ تمہیں پیسوں کی ضرورت تو نہیں ہو سکتی،اب۔۔"وہ آپنی ٹیک چھوڑ کر آگے ہوئے اور ایک کاغذ پہ دستخط کیے۔

"تمہارا غرور اور طاقت کا نشہ ختم کرنے کے لیے روحان میں تمہیں اپنے مرنے کے بعد اپنی اس بزنس امپائر سے بے دخل کرتا ہوں۔"

روحان کے کندھے ڈھیلے پڑھے اسکی آنکھوں میں بے یقینی اتر آئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"جو حصہ میں تمہیں دے چکا ہوں وہ میں زاریہ کے سپرد کرتا ہوں۔ جائیداد میں جو تمہارا حصہ وہ تمہیں مل جائے گا۔ باقی زاریہ کو اگر مناسب لگا یا اسے لگا کہ تم تائب ہو چکے ہو تو وہ تمہیں تمہارا حصہ واپس کر سکتی ہے۔"

انہوں نے حتمی انداز میں فیصلہ سنایا۔ ان کا دل کٹ رہا تھا۔ وہ انکا اکلوتا بیٹا تھا۔ مگر انکے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔

"آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے!" وہ غرایا۔

"میں کر چکا ہوں۔ میں نے تمہیں ہمیشہ حلال کھلایا۔ لیکن تم میں حرام کی بھوک پیدا ہو گئی۔ اب یہ تمہارے حرام کھانے کی سزا ہے کہ تم نے حلال کھو دیا۔"

"یہ سب کون سنبھالے گا پھر؟" اس نے بازو پھیلا کر انکی کمپنی کی طرف اشارہ کیا۔

"میرے پاس بہت بہترین آپشنز ہیں۔"

اسنے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ پھر وہ طنزیہ ہنسا۔ "زاریہ!"

سلطان نے پیچھے کو ٹیک لگائی اور قلم ہاتھوں میں تھاما۔

"ہاں زاریہ، زاریہ سلطان میری بیٹی۔" انکے لہجے میں فخر تھا، مان تھا۔ روحان نے تنفر سے انہیں دیکھتے ہوئے سر جھٹکا۔ وہ غصے سے لال چہرے کے ساتھ مڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔ باہر آکر اس نے ریسیپشنسٹ کے ڈیسک کی ساری چیزوں کو نیچے گرا دیا۔ پھر مڑ کے آفس کے دروازے کے پاس کھڑے گل خان کو دیکھا۔

"آئی ہیٹ یو!" اور پھر لفٹ میں چلا گیا۔

وہ جب پارکنگ لاٹ سے اپنی گاڑی نکال رہا تھا۔ اسکی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ اسنے اپنے لب بھینچ رکھے تھے۔

بچپن سے لے کر آج تک ساری توجہ اسے ملی تھی۔ وہ بابا کے سر کا تاج بن گئی تھی۔

اور اب سب کچھ اسکا۔ وہ خالی ہاتھ رہ گیا۔ باپ کی محبت بھی اسکی، باپ کی آنکھوں میں موجود فخر بھی اسکا۔

اس نے اپنے آنسو رگڑے۔ اور موبائل پہ کال ملائی۔

"ہیلو ملک آنکل بابا کو سب پتا چل گیا۔" اپنی آواز کی لڑکھڑاہٹ بمشکل چھپائی۔

دوسری طرف چند لمحے خاموشی چھائی رہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم نے میرے بارے میں بتایا؟" اسنے اپنے خدشے کا اظہار کیا۔

"نہیں۔ میں کیا کروں؟"

"گھر مت جاؤ میں تمہیں ایک پتہ بھیجتا ہوں ادھر چلے جاؤ۔"

وہ خاموش رہا۔ "تمہارے دوست کو چھڑوالوں گا میں، سلطان خواہ مخواہ اوورری ایکٹ کر رہا ہے۔ بس تم اس سے کچھ دن دور رہو ٹھیک ہے۔"

"جی۔"

"تم بہت بہادر ہو۔ مردوں کی زندگیوں میں تو ایسے حالات آتے رہتے ہیں۔" اس نے سر ہلا دیا۔ وہ اس مزید تسلیاں دینے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے ایک گنجان آباد علاقے میں اپنی گاڑی ایک گھر کے آگے روکی۔

وہ چلتا ہوا گھر تک آیا۔ وہ کافی خستہ حالت میں تھا۔ اس نے ایک دفعہ پھر موبائل نکال کر لوکیشن چیک کی۔ وہ سہی پتے پر تھا۔

لکڑی کا دروازکافی جگہوں سے کھایا ہوا تھا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی مگر وہ نہیں کھلا۔

اسنے اپنے کندھے کو دروازے پہ مارا۔اسکا لاک ٹوٹ کر دور جا گرا۔اور خود وہ گھر کے اندر زمین پہ منہ کے بل گرتے گرتے بچا۔وہ سیدھا ہوا تو اسے بے اختیار بازو میں درد ہوا۔اسنے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔وہاں سے خون رس رہا تھا۔اسکے چہرے پہ تکلیف کے آثار نمودار ہوئے۔

لکڑی کے ایک شارپ حصے نے اسکے کندھے کو بہت گہرا زخم دیا تھا۔

ناولز کلب Clubb of Quality Content

اس نے ادھر ادھر دیکھا۔"کوئی ہے؟"

"ادھر نیچے آجاؤ۔"سامنے بیسمنٹ کی سیڑھیوں سے آواز آئی۔وہ آواز جانی پہچانی تھی۔

وہ جلدی سے سیڑھیاں اترتا نیچے آیا۔اور بیسمینٹ کے دہانے پہ ہی رک گیا۔بے اختیار اپنی شرٹ کا گریبان اٹھا کر ناک تک لے کر گیا۔"آیاز!"

اس نے گردے ایک پلیٹ میں رکھتے ہوئے چہرا اٹھایا۔اسکے چہرے پہ خون کے دھبے تھے۔ سامنے ایک مردہ لیٹا ہوا تھا۔اور کمرے کے کونے میں دو تین اور خون سے لت پت لاشیں۔

"بس یہ آخری آدمی رہ گیا تھا۔" وہ آرام سے چھری پکڑتا ہوا اسکا پیٹ مزید چاک کرتے ہوئے بولا۔

"تم یہ کیا کر رہے ہو؟" اس نے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں فارغ وقت میں یہی کرتا ہوں۔ کیا کہتے ہیں وہ؟ ہاں، یہ میرا مشغلہ ہے۔"

"تم نے تو کہا تھا تم پارٹ ٹائم قصائی ہو۔" اس نے اس کے بڑے سے کمرے کو نظر گھما کر دیکھا۔ دیوارں پر ہر جگہ خون لگا تھا۔ مختلف آلات ہر جگہ پڑے تھے۔ خون سے بھرے ہوئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تمہارے ہاتھ پہ خون لگا ہے کیا؟"

روحان نے اپنے کندھے سے ہاتھ ہٹا کر دیکھا وہ خون سے بھرا ہوا تھا۔

"نہیں مہندی لگی ہے میرے ہاتھوں پہ۔" وہ جھنجلایا۔

"تم میرا فرش گندا کر رہے ہو۔" اس نے نیچے اسکے قدموں میں اشارہ کیا۔ جہاں خون کے چند قطرے گرے ہوئے تھے۔

آیاز نے اپنا ایک گلو اتارا اور ایک رومال جیب سے نکال کر اسے دیا۔ روحان نے وہ رومال پکڑ کر اپنے کندھے پر رکھا۔

"بے وقوف یہ میں نے فرش صاف کرنے کے لیے دیا ہے۔"

روحان نے ہونٹ بھینچ کر اس دیکھا۔

"فرش صاف کرو۔"

اس نے غصے سے رومال زمین پہ پٹخا اور اپنے جوتوں سے رومال اپنے گرے ہوئے خون کے قطروں پہ پھیرا۔

"تم اوپر چلے جاؤ۔ وہاں ایک کمرہ ہے۔ آرام کرلو، میں کھانے کا انتظام کرتا ہوں۔"

وہ اس مردے کا جگر دونوں ہاتھوں سے نکالتے ہوئے بولا۔

روحان نے اسکے جون آلود گلوز کی طرف دیکھا۔

روحان کی نظریں خود پہ محسوس کر کے وہ مسکرایا۔

"میرا گرو کہتا تھا کہ اس دنیا میں سب سے قیمتی انسان ہوتا ہے۔ پوچھوں کیوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیوں؟"

"کیوں کہ اس کے پاس جائیداد ہوتی ہے۔" وہ مسکرایا۔ "تم ایک قیمتی انسان ہو میں تمہارے قدر کرتا ہوں۔"

روحان نے بغور اسکا چہرا دیکھا۔ "اور جس کے پاس جائیداد نہ ہو تو؟"

"اس کے پاس گردے ہوتے ہیں۔ تم پھر بھی ایک قیمتی انسان ہو۔" اس نے کندھے اچکائے۔ اس لمحے روحان کو اپنی گردن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہوئے محسوس ہوئے۔ اس سامنے کھڑے آدمی سے بے پناہ خوف آیا۔ وہ فوراً سیڑھیاں واپس چڑھتا اوپر چلا گیا۔ آیاز اسے یوں جاتا دیکھ کر مسکرایا۔

Clubb of Quality Content!

چند دنوں کے بعد وہ تازہ ہوا لینے کے لیے باہر نکلا۔ اسے ملک نے ہی مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنا آدمی بجھوا کر اس کی گاڑی منگوا لے گا تا کہ سلطان لوکیشن ٹریس نہ کر سکے۔ اسنے مشورہ مان لیا۔ وہ سڑک کنارے چل رہا تھا جب پیچھے سے اسے کسی نے دبوچا۔ وہ گل خان تھا۔

وہ ہاتھ پاؤں مارتا رہا لیکن گل خان اسے قابو کر کے گاڑی میں ڈال چکا تھا۔ اسکے ساتھ ایک اور آدمی تھا۔

گل خان نے اسے اپنی ورک شاپ میں لا کر کرسی سے باندھ دیا۔اس نے سلطان صاحب کو فون پر اطلاع دی۔دوسری طرف سے اسے کوئی آرڈر ملا تھا۔جو سن کر اسکے چہرے کے تاثرات بدل گئے تھے۔اس نے اپنے ساتھی کو باہر بھیجا۔اور اپنے بازو فولڈ کر کے اپنی کلائی پہ بندھی گھڑی اتاری۔

"یہ صاحب کا حکم ہے۔وہ چاہتے ہیں کہ آپ کا دماغ ٹھکانے پہ آجائے۔"اور پھر اسنے کرسی سے بندھے ہوئے روحان کو خوب پیٹا۔اسکا ہونٹ پھٹ چکا تھا۔اور ایک آنکھ کے نیچے نیل پڑھ چاکا تھا۔تب جا کر وہ کہیں رکا۔

"میں یہ یاد رکھوں گا۔یہ جگہ،یہ کرسی، میں سب یاد رکھوں گا!"وہ کراہتا ہوا بولا۔اور اسنے سب یاد رکھا تھا۔

اگلے دن گلخان کے آنے سے پہلے ہی آیاز وہاں آیا اور اسے نکال کر واپس اپنے گھر لے گیا۔

"مجھے یقین نہیں آتا انہوں نے مجھ پر تشدد کروایا۔"اس نے آئس پیک اپنی گردن کی پشت پہ رکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تو پھر تم بھی کچھ ایسا کرو کہ کسی کو یقین نہ آئے۔" وہ کپ میں اسکے لیے دودھ پتی پنتے ہوئے بولا۔

"کیا مطلب؟" اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"میں سات سال کا تھا جب میرا باپ مجھے اس شہر میں ایک کاریگر کے پاس چھوڑ گیا۔

وہ میرا استاد تھا، بہت ہنر مند استاد۔" اس نے اسکے سامنے کپ رکھا اور خود جا کر کونے میں پڑے اس پرانے صوفے پہ بیٹھ گیا۔ جو کئی جگہوں سے پھٹ چکا تھا۔

"اس نے مجھے بتایا کہ انسان کی کئی تہیں ہوتی ہیں۔ اور اسکی ایک ایک تہہ کو کیسے کھولا جاتا ہے ۔ میری طرح کے اسکے اور بھی کئی شاگرد تھے۔ ہم چودہ سال کی عمر تک بھیگ مانگتے رہے سڑکوں پر چھوٹی موٹی ڈکیتیاں کرتے رہے۔ پھر اس نے مجھے چن لیا۔ اور مجھے وہ بنایا جو میں آج ہوں۔ میں اور نعمان اسکے بازو بن گئے۔ میرا ساتھی نعمان، میرا بھائی وہ چائنہ میں ایک پولیس آپریشن کے دوران مارا گیا۔

اور میرا استاد بیمار ہو گیا۔ جانتے ہو میں اپنی اس زندگی سے کبھی خوش نہیں تھا۔ میں نے بہت انتظار کیا کہ میں اس سے بدلہ لوں جو اس نے میرے اور نعمان کے ساتھ کیا۔ اس نے ہمیں

انسان سے حیوان بنادیا۔"روحان دم سادھے اسے سن رہا تھا۔اسکا کپ ابھی تک انچھوار کھا تھا۔

"میں اس کے پاس گیا اسے مارنے کے لیے۔وہ بستر پہ پڑا ایک قابل ترس شخص تھا۔میں نے اسکی گردن پہ چھری رکھی تو جانتے ہو اس نے مجھے کیا کہا۔"

وہ اپنی ٹیک چھوڑ کر آگے بڑھا۔

"اسنے مجھ سے کہا کہ تم غلط شہ رگ کاٹ رہے ہو۔میرے پیارے بیٹے آیاز!اپنے باپ کے پاس جاؤ۔اس نے تمہیں یہاں چھوڑ دیا تاکہ میں تمہیں تراش دوں۔تم اسکے حلق کا کانٹا تھے جسے میں نے نگلا۔"

Clubb of Quality Content!

یہ کہہ کر وہ خاموش ہوا۔اسکی آنکھ میں آیک انسو نمودار ہوا۔"میں نے اسکے بعد چھری چلا دی۔پھر میں نے اپنے باپ کو ڈھونڈا۔میں نے اسے بہت ڈھونڈا اور پھر وہ مجھے ملا تو میں نے اسے اپنا ہنر دکھایا۔"اسکے لہجے سے اسکی نفرت کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔

"میں لوگوں کو مار کر پھر انہیں چیرتا ہوں تاکہ انہیں تکلیف نہ ہو۔ لیکن میں نے اپنے باپ کو نہیں مارا میں نے اسے زندہ رکھا۔ اور اسکی آنکھوں کے سامنے اسکے گردے نکالے۔ تاکہ وہ دیکھ سکے کہ اس نے کیا بویا۔" یہ کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

اسکے پینتالیس سال پرانے چہرے کی جھڑیاں مزید بڑھ گئیں۔ روحان کے گلے میں ایک گولہ سا اٹک گیا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا جو کہ اب صوفے سے اٹھ کر واپس بیسمنٹ کی طرف جا رہا تھا۔

"آرام کر لو اچھی طرح۔ پرسوں تمہارے گھر جانا ہے۔ آج شام تک تمہارا دوست بھی پہنچ جائے گا۔"

روحان اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ گھر کیوں جانا ہے مگر اسکی آواز نہیں نکلی۔ اسکی زبان نے ہلنے سے انکار کر دیا۔

اور وہ دن آ گیا۔ وہ تینوں مرگلہ گاڑی میں بیٹھ کر آئے تھے۔ اس عالیشان گیٹ کے سامنے وہ لمحے بھر کو رکا۔ گردن اٹھا کر اس قد آور خوبصورت گھر کو دیکھا۔

آیاز نے اسکی پینٹ کے بیلٹ میں پستول اٹکائی تو وہ چونکا۔

Clubb of Quality Content!

"اسے اپنے ساتھ رکھو۔ تمہاری آنکھوں کی چمک بتا رہی ہے تم آج کچھ کروگے۔ کچھ ایسا جو سب کو حیران کردیگا۔" وہ مسکرایا۔

روحان کے گلے میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ گیٹ پہ وہی آدمی کھڑا تھا۔ جو اس دن گل خان کے ساتھ تھا۔ وہ تینوں اندر گئے۔ ہال میں پہلا قدم رکھنے والا وہ تھا۔ گھر میں کوئی نوکر نہیں تھا۔ اسکی نظر سامنے دیوار پہ لگی بڑی سے تصویر پہ پڑی۔ کچن کاؤنٹر پہ بیٹھے آٹھ سالہ روحان اور ساتھ کاونٹر پہ کہنیاں ٹکائے ہاتھوں کہ پیالے پہ چہرا رکھے مسکراتی ہوئی آٹھ سالہ زاریہ

۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

عزما قدموں کی چاپ سن کر اپنے کمرے سے باہر آئیں۔ ماں اور بیٹے کی نظر ایک دوسرے پہ پڑھی تو وہ ساکت ہو گئے۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو کبھی اس خراب حلیے میں نہیں دیکھا تھا۔ اس نے بھی اپنی ماں کا یوں بے رونق، سوجی آنکھوں والا چہرا نہیں دیکھا تھا۔ وہ بے اختیار آگے بڑھا اور ان کے گلے لگ گیا۔

عزما نے اسے زور سے اپنے سینے سے لگا لیا پھر اسے خود سے جدا کر کے اسکا ماتھا چوما۔ اور فوراً بازو سے پکڑ کر اسے کمرے کے اندر لے گئیں۔

آیاز اور اسفر دروازے کی چوکھٹ پہ ہی کھڑے ہو گئے۔ آیاز جیبوں میں ہاتھ ڈالے ادھر ادھر کا بغور جائزہ لینے لگا۔

"تم نے یہ کیا کیا روحان۔؟" عزما نے روتے ہوئے اسے جھنجوڑا۔ "تم نے اپنے باپ کو اپنی ماں کو کس تکلیف سے دوچار کیا ہے تمہیں اندازہ بھی ہے؟"

"میں بس مما۔۔ میں یہ سب چھوڑنے والا تھا۔"

"کاش میں تمہیں پیدا ہوتے ہی مار دیتی تو مجھے یوں تکلیف نہ ہوتی۔"

اسنے دکھ سے اپنی ماں کی طرف دیکھا۔

"مما!" وہ انہیں تھامنے کے لیئے آگے بڑھا۔

لیکن عزما نے اسکے بازو جھٹک دیے۔

اس نے اپنے آنسوؤں سے بھری آنکھوں کے ساتھ انہیں دیکھا۔ پھر اسنے اپنے پینٹ میں اڑسی ہوئی پستول نکالی اور اپنی کنپٹی پہ رکھ لی۔ عزما یہ منظر دیکھ کر بے جان ہو گئیں۔

"روحان یہ کیا کر رہے ہو!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں برا بیٹا ہوں۔" وہ چیخا۔ "میں آپ کو تکلیف دیتا ہوں۔"

"روحان!" انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔ اسکی گن پہلے سے ہی لوڈڈ تھی۔

اسکی گرفت ٹریگر پہ سخت ہوتی رہی۔ عزمانے اچانک اسکے ہاتھ سے گن چھیننے کی کوشش کی ۔روحان نے وہ گن واپس اپنی طرف کھینچی۔ "گن چھوڑ دیں!"

"میں تمہیں خود کو مارنے نہیں دوں گی۔" اسی اثنا میں ٹریگر دب گیا۔ روحان نے بے یقینی سے اپنی ماں کے طرف دیکھا۔ وہ بھی اسے انہیں نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔

"روحان!" ان کے لب پھڑ پھڑائے۔ گن پہ گرفت ڈھیلی ہوئی۔ ان کا ہاتھ بے اختیار اپنے پیٹ کی طرف گیا۔ وہاں سے خون بہہ رہا تھا۔ انکی ٹانگیں بے جان ہوئیں اور وہ پیچھے بیڈ پہ گر گئیں۔

"مما!" وہ چیخا۔ اسکے ہاتھ پہ انکا خون لگا تھا۔

وہ بے یقین سا انکا گال تھپتھپا رہا تھا۔ منتیں کر رہا تھا۔ معافی مانگ رہا تھا۔ لیکن وہ کوئی جواب نہیں دے رہی تھیں ان کی آنکھوں میں ایک تاثر تھا افسوس کا، پچھتاوے کا۔

نادر کتب
Club of Quality Content

سلطان بھاگتے ہوئے سیڑھیاں اتر کر آئے اور دروازے کی چوکھٹ پہ کھڑے لوگوں کو دیکھ کر لمحے بھر کو رکھے۔

بوکھلایا ہوا اسفر فوراً سے سائڈ پہ ہٹ گیا۔ البتہ آیاز اپنی جگہ پہ ہی مسکراتا کھڑا رہا۔ سلطان نے اسے حیران ہو کر دیکھا۔ ذہن کے ایک نہاں پردے پہ ایک منظر لہرایا۔ وہ کمپنی کا دورہ کر رہے تھے۔ سامنے فرش پہ موپ لگاتا ایک پینتالیس سالہ آدمی انہیں دیکھ کر مسکرایا۔ اس کی مسکراہٹ تب بھی عجیب لگی تھی۔ وہ اپنا سر جھٹک کر کمرے میں داخل ہو گئے۔

"عزما!" وہ فوراً بھاگ کر بیڈ کی طرف آئے۔ روحان نے روتے ہوئے اپنا سر اٹھایا۔

سلطان عزما کے خون کو دیکھ رہے تھے۔ وہ اکھڑے اکھڑے سانس لے رہی تھیں۔ "تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ فکر نہیں کرو۔" وہ انکا ہاتھ مسلتے ہوئے بولے۔

"ایمبولنس کو کال کرو جلدی۔" انہوں نے چیخ کر روحان سے کہا۔ وہ فوراً سر ہلاتا کھڑا ہوا مگر بہت دیر ہو چکی تھی۔ عزما کا سر ایک طرف کو لڑھک گیا۔ اور انکی سانسیں بند ہو گئیں۔

سلطان نے اپنے کانپتے ہاتھ انکی گال پہ رکھے۔

"عزما!"

جواب ندارد۔روحان کے کندھے ڈھلک گئے۔

"میں نے جان بوجھ کے نہیں کیا بابا۔"اسکی پست آواز ابھری۔سلطان کی آنکھوں سے بہتے آنسوں تھمے۔انہوں نے بے یقینی سے گردن موڑ کے اسے دیکھا۔

"میں انہیں نہیں مارنے والا تھا۔"وہ یک دم پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔

"روحان!۔۔۔۔"ان سے جملا مکمل نہیں ہوا۔بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

"وہ غلطی سے ٹریگر دب۔۔۔۔بب۔۔۔۔۔۔بابا میری بات سنیں۔"سلطان بستر سے اٹھ کر اسکی طرف آئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"یہ تم نے کیا؟"وہ بے یقین سے اس کے سامنے کھڑے ہوئے۔

"نن۔۔۔نہیں۔۔نہیں۔۔۔یہ میں نے نہیں کیا!"وہ روتے ہوئے حلق کے بل چلایا۔

"تم نے اپنی ماں کو قتل کر دیا!"

روحان نے اپنے کانوں پہ ہاتھ رکھے۔اور وہ چیخا۔پورے زور سے،پوری قوت سے کہ باہر کھڑے اسفر کے گردن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

سلطان نے اپنے بیٹے کو دیکھا۔ وہ اسے پہچان نہیں پائے، اسکا چہرا بدل گیا تھا۔

روحان نے چند لمبے لمبے سانس لیے۔ اس کی آنکھوں کی سرخی مزید بڑھ گئی۔ اپنے کانوں سے ہاتھ ہٹائے۔ اور سامنے کھڑے باپ کو دیکھا۔

"میں نے اپنے باپ کو اپنا ہنر دکھایا۔" اس کے کانوں میں آواز گونجی۔

"میں نے آپ سے ایک ہنر سیکھا ہے بابا۔ نفرت کرنے کا ہنر، میں نے اپنی ماں کو نہیں مارا۔ آپ کی نفرت نے میرے ماں کو مجھ سے چھین لیا۔ وہ نفرت جو آپ مجھ سے کرتے ہیں۔" وہ ٹھنڈے لہجے میں بولا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں نے تم سے کبھی نفرت نہیں کی!"

"آپ نے مجھے ہمیشہ دوسرے نمبر پہ رکھا۔ ہمیشہ کم محبت دی۔"

"تم میرے بیٹے ہو۔ میں سوتے میں بھی تمہاری فکر کرتا تھا۔" اسے اپنے باپ کی آواز نہیں آرہی تھی۔

"آپ نے مجھ پہ کبھی بھروسا نہیں کیا۔ دیکھیں آپ کے بے اعتمادی نے مجھے کیا بنادیا۔" اس نے حقارت سے اپنی طرف اشارہ کیا۔ سلطان کے کندھے ڈھلک گئے۔

وہ بیمار تھا۔اسکی روح بیمار ہو گئی تھی۔

"آئی ہیٹ یو!"اسنے ان پر پستوال تان لی۔"تاکہ وہ دیکھ سکے کہ اس نے کیا بویا۔"اسکے کانوں میں ایک اور دفعہ وہی آواز گونجی۔اور اسنے ٹریگر دبانا شروع کر دیا۔

سلطان کچھ کہہ رہے تھے۔لیکن اسنے ان کی بات مکمل نہیں ہونے دی۔

"وہ کہہ رہے تھے کہ میں تم سے نفرت۔۔۔"گولی سیدھا ان کہ دل پہ لگی۔سب کچھ سلو موشن میں ہوا۔اسکے ہاتھ سے پستول چھوٹ کے نیچے گر گیا۔وہ انہیں نیچے گرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

پہلے انکے گھٹنے زمین پہ لگے،وہ بھی گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھ گیا۔وہ ایک طرف کو گر گئے۔ وہ بھی انہیں کی طرح زمین پہ لیٹ گیا۔اور چھت کو دیکھنے لگا۔اس کے چہرے پہ افسوس تھا نہ ہی کوئی دکھ۔انہیں وہی ملا جس کے وہ حقدار تھے۔باہر اسفر نے اپنا سر پکڑا۔

"اس نے اپنے باپ کو مار دیا!"وہ گھبرا گیا تھا۔

"تمہارا باپ تو نہیں تھا نہ وہ۔آرام سے بیٹھو۔"آیاز مطمئن سا ٹیک لگائے کھڑا رہا۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

"یہ اس نے اچھا نہیں کیا۔ مجھے سر کو بتانا ہو گا۔" اس نے اپنا فون نکال کر نمبر ملا کر کان سے لگا یا۔

کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ روحان کے کانوں میں اسکی گھبرائی ہوئی آواز پڑھی۔ وہ ایک جست لگا کر اٹھا اور دیوانہ وار باہر آیا۔ اسے گریبان سے پکڑ لیا۔ پیچھے آیاز دیکھ چکا تھا کہ اسکے ہاتھ خالی ہیں۔ وہ اندر کمرے میں گیا۔ ایک نظر بستر پہ پڑی ہوئی لاش کو دیکھا تو دوسری نظر زمین پہ پڑی ہوئی لاش پہ ڈالی۔ اپنی پستول اٹھائی۔ اس پر عزما کا خون لگا تھا۔ اس نے جیب سے ٹشو نکالا۔ اور پستول صاف کی۔ اتنے میں ہی اسے باہر سے آواز آئی۔

"زاریہ!" بولنے والا روحان تھا۔

آیاز کے لب اوہ میں سکڑے۔ وہ پستول جیب میں اڑستا فوراً باہر کی طرف بھاگا۔ اسفر اسکے پیچھے تھا۔ وہ گیٹ تک آیا اور نصیر کو اندر جانے سے روکتے ہوئے بولا۔

"میری بات سنو۔ کسی کو کال ابھی مت ملانا۔ چند لمحوں بعد اندر جا کر دیکھنا کیا ہوا۔ اگر لڑکی مر گئی تو مجھے بتانا۔ اگر وہ دونوں زندہ ہوئے تو پولیس کو کال کر دینا اور ساتھ ایمبولنس کو بھی۔ ٹھیک ہے؟" نصیر نے جواباً سر ہلا دیا۔

Clubb of Quality Content

وہ دونوں گیٹ سے باہر نکل کر سڑک پہ آئے۔انکی گاڑی تھوڑی دور کھڑی تھی۔گھر سے زرا آگے جا کر اسفر رک گیا۔اسکا سانس پھول چکا تھا۔وہ وہیں سڑک کنارے فٹ پاتھ پہ بیٹھ گیا۔آیاز اسکی حالت دیکھتا رکا۔

"مجھے یقین نہیں آتا اس نے اپنے باپ کو گولی ماردی۔"وہ اتھل پتھل سانسوں کہ درمیان بولا۔

"ایسا کرنا اس کے لیے آسان ہو گیا تھا۔میں نے اسے بتایا تھا کہ میں نے اپنے باپ کو خود مارا تھا۔"وہ اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔ گردن گھما کہ ادھر ادھر دیکھا۔اس وقت وہاں کوئی نہیں تھا۔

"کیا واقعی؟"اس نے اسے شاکی نظروں سے دیکھا۔

"نہیں،میں نے جھوٹ بولا تھا۔مجھے اتنا وقت نہیں مل سکا کہ میں اپنے باپ کو ڈھونتا پھر اسے قتل کرتا۔"اس نے کندھے اچکائے۔

"تو پھر تم نے اس سے جھوٹ کیوں بولا؟"اس نے شکوہ کیا۔

"میں بس اسے سفاکی کی آخری حدد کھانا چاہتا تھا۔اسے اس کے اندر کے شر سے ملوانا چاہتا تھا۔"

Clubb of Quality Content

"ایسا کر کے تمہیں کیا ملا؟"

"دیکھنے کو ایک دلچسپ منظر۔" وہ لطف اندوز ہوتے ہوئے بولا۔

اسفر نے اسے افسوس سے دیکھا۔

"ایسے مت دیکھو میں اتنا برا نہیں ہوں۔ اب دیکھو میں تمہیں کچھ بتاتا ہوں۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم جلد از جلد غائب ہو جاؤ۔ کیونکہ ملک کو جیسے ہی لگا کہ تم اس کے لیے خطرہ بن جاؤ گے تو وہ مجھے تمہیں مارنے کا آرڈر دے دے گا۔ ہو سکتا ہے کل، ہو سکتا ہے تھوڑے عرصے بعد۔ تو تم۔۔۔۔" وہ اپنے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھ کے جھکا۔ اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔ اسکی آنکھوں کی تپش سے اسفر اندر تک سلگ گیا۔

"تم مجھ سے چھپ جاؤ۔ چاہو تو سیالکوٹ اپنے گاؤں واپس چلے جاؤ۔" اس کی گردن میں گلٹی ڈوب کر ابھری۔ اسنے کسی کو نہیں بتایا تھا کہ اسکا گاؤں سیالکوٹ میں ہے۔

"میں جب تک تمہارے پیچھے آؤں تم جتنا جینا چاہتے ہو جی لو۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔" اس نے آخری جملا مسکراتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

اسفر فوراً اٹھ کے بھاگا۔ آیاز اسے بھاگتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ وہ بار بار مڑ کے اسے دیکھتا تھا۔ وہ ایک دو بار گرا بھی۔ اور اسی طرح وہ اسکی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

اسکا فون بجا تو وہ فون جیب سے نکالتا سڑک کے دوسری جانب مڑ گیا۔ وہ جانتا تھا فیروز کی کال ہے۔ اسے ابھی اس کے سر پہ بم پھوڑنا تھا۔

روحان نے اپنی گردن سیدھی کی۔ اتنی دیر اوپر دیکھنے سے اسکے گردن درد کرنے لگے تھی۔ اس نے دائیں بائیں گردن موڑ کے ایک لمبی سانس خارج کی۔ پھر سامنے بیٹھے۔ اس برف کے مجسمے کو دیکھا۔

"مجھے ہسپتال میں ہی ہوش آ گیا تھا۔ پھر مجھے اس انویسٹگیشن، پوچھ تاچھ، اس سب سے بچنے کے لیے معزور ہونا پڑا۔ تم نے میرا کافی خیال رکھا۔" وہ نرمی سے مسکرایا۔ "لیکن مجھے مشکل میں ڈالی رکھا۔ کتنے ڈاکٹرز کو میں نے دھمکایا۔ ایک کے بچے کو کڈنیپ بھی کروایا۔ بہت مشکل تھا سب۔ تم نے میرا بہت وقت ضائع کیا۔" پھر وہ کچھ محسوس کر کے رکا۔ زاریہ اسے کوئی جواب نہیں دے رہی تھی۔ بس یک ٹک اسے دیکھے جا رہی تھی۔

"تمہیں شرمندگی ہو رہی ہے کہ تمہارا بھائی قاتل نکلا؟ میں تمہیں اس شرمندگی سے اسی رات بچا لیتا زاریہ۔ اگر تم مجھے دھکا نہ دیتی تو۔ لیکن کوئی بات نہیں۔ تمہیں اس تکلیف سے، اس بوجھ سے میں آزد کر دوں گا۔ میں تمہارا بھائی ہوں، مجھے تمہارا احساس ہے۔" وہ کہتے ہوئے اٹھا اور اپنی جیب سے پین نائف نکالی۔

زاریہ نے ہونٹ ہلانے کی کوشش کی مگر اسے لگا اس فالج کا اٹیک ہو گیا ہے۔ اسکا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ روحان؟!۔۔۔ قاتل؟!۔۔۔ اسکی آنکھوں کے سامنے کئی منظر ابھر رہے تھے۔ ابھر کر غائب ہو رہے تھے، آپس میں گڈمڈ ہو رہے تھے۔

وہ مردہ خانے میں کھڑی تھی۔۔۔۔ دو لاشیں۔۔ جن پہ سفید کپڑا اڑا لا گیا تھا۔ خون آلود سفید کپڑا۔۔۔ فریج میں پڑی ہوئی ایک بے جان لاش۔۔۔ کرسی سے گرتا ہوا دایان ۔۔۔ اسکے کندھے سے فوارے کی طرح پھوٹتا خون۔۔۔۔ رات کے اندھیرے میں اسکے دروازے پہ کھڑا وہ ہیولہ۔۔۔ گل خان کے کرسی سے بندھی لاش۔۔۔ ویل چیئر پہ بیٹھا روحان۔۔۔ اور یہ یہ اس کے سامنے سہی سلامت کھڑا روحان۔۔۔ ایک آنسو اس کی آنکھ سے ٹوٹ کر گرا۔ وہ پین نائف ہاتھوں میں لیے اس کے قریب آیا۔ اس کی ہتھیلی پکڑی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"بس یہاں چھوٹا سا کٹ لگاؤں گا۔ ٹھیک ہے رونامت۔ تم بابا کی بہادر بیٹی ہو۔" اور اس نے اسکی ہتھیلی پہ چھری چلادی۔ خون بھل بھل کرتا باہر نکلا۔ زاریہ کو ذرا تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔ اسکا دل کٹ رہا تھا، اسکے دل سے خون بہہ رہا تھا۔

روحان نے اسکی ہتھیلی کے نیچے اپنی ہتھیلی رکھی۔ اور اسکا خون اپنے ہاتھ پہ گرنے دیا۔ پھر وہ دیوار کی طرف آیا۔

ایک ہاتھ اپنے گریبان کی طرف بڑھا کر اپنا لاکٹ باہر نکالا۔ اسکو اپنی آنکھوں کے سامنے لے کر آیا۔ اس پہ ایک نشان بنا ہوا تھا۔ وہ نشان اس کی پہچان تھی۔ اس نے اپنا لاکٹ چھوڑ دیا۔ وہ اسکے گلے میں جھولنے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسکے ذہن میں ایک چہرا نمودار ہوا۔ سرمائی آنکھوں والا چہرا، زاریہ کا وکیل۔ ملک نے اسکی تصویر بھیجی تھی اسے۔

اس نے اپنی دو انگلیاں زاریہ کے خون میں ڈبو کر دیوار پہ لکھنا شروع کیا۔ اپنی تحریر لکھ کر اپنی جیب سے رومال نکال کر ہاتھ صاف کرتا وہ ایک کمرے کی طرف مڑا۔

"قاتل۔!" زاریہ کے لب پھڑ پھڑائے۔

"جتنا انتظار تم نے مجھے تمہیں مارنے کے لیے کروایا ہے اتنا ہی انتظار میں تمہیں مرنے کے لیے کرو آؤں گا۔ تمہاری موت آسان نہیں ہو گی زاریہ۔" وہ کمرے سے باہر نکلتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اسکے ہاتھوں میں بڑی بڑی بوتلیں تھی۔ ان میں گاڑھا مائع تھا۔

مٹی کا تیل۔ اس نے بوتل کھولی اور جدھر جدھر ساز و سامان پڑھا تھا وہاں تیل گراتا گیا۔

"تمہارا قتل غالباً میرا آخری قتل ہو گا۔ آخری اور شاندار!" زاریہ کے آنسو آبشار کی طرح بہنے لگے۔ وہ سر پھینک کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اسکے پاس رونے کی بہت سی وجوہات تھیں، منانے کو بہت سارا سوگ تھا۔

روحان نے قد آدم کھڑکی سے پردے اتار کر زاریہ کے کرسی سے لے کر صدر دروازے کی باہر کو جاتی سیڑھیوں تک بچھا دیے۔ پر ان پہ تیل چھڑکا۔ پھر وہ زاریہ کہ پاس آیا اور اسکی کرسی جو سیڑھیوں کی طرف تھی موڑی اور اسکا رخ دروازے کی طرف کیا۔ اسکا چہرا آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

"آرام سے آپنی انکھیں بند کر لینا۔ ڈر کم لگے گا۔" پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ جیب سے ایک لائٹر جلا کر ساتھ پڑے صوفوں پہ پھینکا۔ مٹی کے تیل نے فوراً آگ پکڑی۔ ایک لائٹر جلا کر ایک کمرے کے دروازے کی طرف پھینکا۔ وہ جلنے لگا۔

پھر وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے باہر آیا اور مڑ کے زاریہ کو دیکھا۔ اسکی آنکھوں میں خوف تھا بے تحاشا خوف۔۔۔ موت کا خوف، جل کر مرنے کا خوف۔

روحان نے تیسرا لائٹر جلایا۔ اور اسے ہوا میں بلند کر کے چھوڑ دیا۔ لائٹر پردے پہ گرا اور آگ بلند ہوگئی۔ پردہ جلنے لگا۔ زاریہ نے حواس باختگی سے اپنے سامنے جلتی آگ کو دیکھا۔

اس آگ کے بیچ میں اسے روحان کا چہرا نظر آیا اور اس کی آنکھوں میں آگ کا عکس بھی۔ وہ اپنا ہاتھ ہلاتا، بے آواز بائے کہتا وہاں سے مڑ گیا۔ پیچھے وہ اپنی طرف بڑھتی ہوئی آگ کو دیکھ کر اپنے بازو ہلانے لگی۔ شاید رسی کھل جائے لیکن بے سود۔ آگ اس کی طرف بڑھتی گئی۔ اس نے بے اختیار اپنی کرسی دھکیلی اور وہ کرسی سمیت زمین پہ گر گئی۔

وہ بڑے سکون سے ہاتھ جیبوں میں ڈال کر اس فارم ہاؤس سے باہر نکل رہا تھا۔ اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔

صبح کے چار بج رہے تھے۔اندھیرا ابھی بھی گہرا تھا۔وہ اس بڑے سے لوہے کے گیٹ کو پار کر کے باہر نکلا۔سامنے اسے زاریہ کی گاڑی کھڑی نظر آئی۔وہ مسکراتا سڑک پہ چلنے لگا۔وہ فارم ہاؤس سے تھوڑا آگے ہی آیا تھا کہ کسی سے اسکی زوردار ٹکر ہوئی۔

"سوری۔۔۔سوری"وہ جلدی سے کہتا اسے بنا دیکھے آگے بڑھ گیا۔

روحان نے مڑ کے غور سے اسے دیکھا۔وہ تو حمزہ تھا۔زاریہ کا کولیگ۔یہ دو تین دفعہ سلطان سے ملنے ان کے گھر آیا تھا۔

"جاؤ،جاؤ تم بھی جلو اس کے ساتھ!"وہ واپس مڑ گیا۔

حمزہ نے زاریہ کی گاڑی دور سے ہی دیکھ لی تھی۔لیکن جب وہ اس لوہے کے گیٹ تک پہنچا اسکی رفتار آہستہ ہوتی گئی اور پھر اسکے قدم زنجیر ہو گئے اور سانس رک گیا۔

تھوڑی دور نظر آتے فارم ہاؤس سے اٹھتا دھواں وہ دیکھ سکتا تھا۔کھلے ہوئے صدر دروازے سے نظر آتا ہولناک منظر وہ دیکھ چکا تھا۔اسنے فوراً اپنی جیب سے موبائل نکالا۔اسکے ہاتھوں کی کپکپاہٹ کی وجہ سے موبائل گرتے گرتے بچا۔اس نے ایک کال ملائی۔

"ہیلو فائر بریگیڈ!"

....

دایان ایک ٹیکسی میں بیٹھا تھا۔ بائیں ٹانگ جھلاتا، دائیں مٹھی کھولتا بند کرتا، وہ خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسنے دو تین لمبی سانسیں لیں۔ بالوں میں انگلیاں پھیریں۔ جہاز کا پورا سفر بھی اسی طرح گزرا تھا۔

"کتنا وقت لگے گا؟" ڈرائیور کی طرف چہرا موڑا۔ وہ یہ سوال بارھویں بار پوچھ رہا تھا۔ وہ گوگل سے ابراہیم ہاؤس کی لوکیشن نکال چکا تھا۔ زاریہ کے دادا کا گھر جواب فارم ہاؤس تھا۔ تقریباً سات سال پہلے وہاں ایک آرٹ ایگزیبیشن منعقد کروائی گئی تھی۔ اسلیے اسکی لوکیشن آرام سے مل گئی۔

"بس پندرہ منٹ سر۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔ باہر نیلا نیلا اجالا تھا۔ سفر کے وہ پندرہ منٹ، پچھلے کئی گھنٹوں پر بھاری ثابت ہوئے۔ ذہن میں بار بار کرملک صباحت کی باتیں چکر کاٹ رہیں تھیں۔

ہو سکتا ہے کہ اسنے جھوٹ بولا ہو؟ ہو سکتا ہے وہ سچ کہہ رہا ہو؟ جوں ہی ڈرائیور نے بریک لگائی۔ وہ دروازہ کھولتا باہر نکلا۔

سامنے کھڑی گاڑیوں کو دیکھ کر اسے کسی انہونی کا احساس ہوا۔ اسے لگا کسی نے اسکا دل مٹھی میں لے لیا ہے۔ فائر فائٹرز کی گاڑیاں، پولیس کی گاڑی چند مقامی لوگوں کا رش۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا۔

"سر آگ پر ابھی مکمل قابو حاصل نہیں ہوا۔ کچن میں پڑے گیس سیلینڈرز بھی بلاسٹ ہوئے ہیں، جی جی سر۔" ایک لال یونیفورم میں ملبوس آدمی فون پہ بات کرتا اسکے پاس سے گزرا۔ اس نے وہاں ایک اور گاڑی دیکھی۔ ایمبولنس۔

وہ لوہے کا گیٹ بھاگتے ہوئے پار کرتا آگے آیا۔ اسے نظر آرہا تھا۔ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے کالا دھواں اٹھتا ہوا نظر آرہا تھا۔ اسے چند ایک کھڑکیوں سے آگ کے شعلے بھی نظر آرہے تھے۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

اس دروازے سے تھوڑے ہی فاصلے پر چند لوگوں نے پکڑ کر روکا۔ اسنے کسی کو دھکا دیا۔ کسے کو پرے ہٹایا۔ مگر ان کی گرفت مضبوط تھی۔ وہ اسے روکنے میں کامیاب ہو گئے۔

"کیا کر رہے ہو بھائی اندر آگ لگی ہے نظر نہیں آتا؟" کوئی غصے سے اسکا بازو تھامے بول رہا تھا۔ آگ پھر آگ!

ایک فائر بریگیڈ باہر آیا۔ "سر اندر سے ایک باڈی ملی ہے۔" دایان اپنی جگہ پتھر ہو گیا۔ ان کا ہیڈ جو دوسری طرف ہدایات دے رہا تھا فوراً متوجہ ہوا۔

"صورت حال کیا ہے؟" وہ اندر جاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"سر باڈی مکمل جل چکی ہے۔" اسکی ہلکی سی آواز دایان کے کانوں میں پڑی۔

باڈی مکمل جل چکی ہے!!

زاریہ! زاریہ مر گئی! جل کر مر گئی!! وہ ڈھے گیا۔ اسکے ٹانگوں سے جان نکل گئی اور وہ نیچے بیٹھتا چلا گیا۔ اسے روکنے والے ہاتھوں نے اسے چھوڑ دیا۔ آگ نے ایک بار پھر جلا دیا! سب جلا دیا!

اچانک وہ ایک جست لگا کر اٹھا اور اندر کی طرف بھاگا۔ایک آدمی نے آگے بڑھ کے اسکا بازو پکڑا۔لیکن وہ اسے دھکا دیتے اندر چلا گیا۔وہاں اسے وہ باڈی نظر آئی جو پلاسٹک بیگ میں لپیٹ دی گئی تھی۔اسکے کندھے ڈھیلے ہوئے۔تو یہ سب حقیقت ہے،اسکا مقدر ہے۔اس نے گردن موڑی تو اسکی نظر سامنے دیوار پہ پڑی۔وہ سفید دیوار کالی پڑھ چکی تھی۔لیکن اس پہ لکھی تحریر جگمگا رہی تھی۔شاید اس وجہ سے کہ وہ خون سے لکھی گئی تھی۔

دیوار پہ بڑے بڑے جلی حروف میں لکھا تھا کہ۔"ویل یو بی مائی نیکسٹ؟"

دایان نے لمحے بھر کو اس سوالیہ نشان کو دیکھا۔وہ درانتی کی صورت بنایا گیا تھا۔درانتی اور کلہاڑے کا ملاپ۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

(جاری ہے)

....

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/ مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: